زیرِ سرپرستی
قاضی القضاۃ فی الہند جانشین حضور تاج الشریعہ
حضرت علامہ مفتی محمد عسجد رضا قادری
مدظلہ العالی والنورانی (سربراہ اعلیٰ جامعۃ الرضا)

بفیض روحانی
جانشین مفتی اعظم حضور تاج الشریعہ
حضرت علامہ مفتی محمد اختر رضا خان قادری ازہری
علیہ الرحمۃ والرضوان

پاسبان مسلک اعلیٰ حضرت ترجمان فکر رضا

ماہنامہ

جامعۃ الرضا

بریلی شریف

رمضان المبارک
1442ھ

منجانب :
اساتذۂ کرام
مرکز الدراسات الاسلامیۃ
جامعۃ الرضا

زیر اہتمام

۸۲ سوداگران، بریلی شریف، یوپی-243003

ای میل- jamiaturraza@gmail.com

ویب سائٹ- www.cisjamiturraza.ac.in

اس ماہنامہ کو جامعۃ الرضا کے آئی ٹی سیل نے کمپوزنگ اور ڈیزائننگ کر کے شائع کیا

فہرست مشمولات

□□□□

نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

از: حضور اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ

زمین وزماں تمہارے لئے، مکین ومکاں تمہارے لیے
چنین وچناں تمہارے لئے، بنے دو جہاں تمہارے لیے

دہن میں زباں تمہارے لئے بدن میں ہے جاں تمہارے لیے
ہم آئے یہاں تمہارے لئے اٹھیں بھی وہاں تمہارے لیے

کلیم ونجی مسیح وصفی خلیل و رضی رسول و نبی
عتیق ووصی غنی وعلی ثنا کی زباں تمہارے لیے

اصالتِ کُل امامتِ کُل سیادتِ کُل امارتِ کُل
حکومتِ کُل ولایتِ کُل خدا کے یہاں تمہارے لیے

تمہاری چمک تمہاری دمک تمہاری جھلک تمہاری مہک
زمین وفلک سماک وسمک میں سکہ نشاں تمہارے لیے

یہ فیض دیے وہ جود کیے کہ نام لیے زمانہ جیے
جہاں نے لئے تمہارے دیے یہ اکرمیاں تمہارے لیے

جناں میں چمن، چمن میں سمن، سمن میں پھبن، پھبن میں دلھن
سزائے محن پہ ایسے منن یہ امن واماں تمہارے لیے

اشارے سے چاند چیر دیا چھپے ہوئے خور کو پھیر دیا
گئے ہوئے دن کو عصر کیا یہ تاب وتواں تمہارے لیے

صبا وہ چلے کہ باغ پھلے وہ پھول کھلے کہ دن ہوں بھلے
لوا کہ تلے ثنا میں کھلے رضا کی زباں تمہارے لیے

□□□

نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

از: حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ

زندگی یہ نہیں ہے کسی کے لیے
زندگی ہے نبی کی نبی کے لیے

ناسمجھ مرتے ہیں زندگی کے لیے
جینا مرنا ہے سب کچھ نبی کے لیے

چاندنی چار دن ہے سبھی کے لیے
ہے صدا چاند عبدالنبی کے لیے

اَنۡتَ فِیۡہِمۡ کے دامن میں منکر بھی ہیں
ہم رہے عشرتِ دائمی کے لیے

عشق کر لو یہاں منکر وچار در
مر کے ترسو گے اس زندگی کے لیے

داغِ عشقِ نبی لے چلو قبر میں
ہے چراغِ لحد روشنی کے لیے

نقشِ پائے سگانِ نبی دیکھیے
یہ پتہ ہے بہت رہبری کے لیے

جن کے دل میں ہے عشقِ نبی کی چمک
وہ ہیں نجمِ زماں روشنی کے لیے

اخترؔ قادری خلد میں چل دیا
خلد وا ہے ہر اک قادری کے لیے

□□□

آمد ماہ رمضان اور آج کا مسلمان

از: محمد شکیل بریلوی، جامعۃ الرضا، بریلی شریف

خالق کائنات کا بے پناہ احسان ہے کہ اس نے ہمیں اپنے حبیب پاک صاحب لولاک علیہ التحیۃ والثناء کی امت میں پیدا فرمایا اور ہماری ہدایت کے لئے اپنے محبوب کو ہمارے مابین مبعوث فرما کر اپنے باران کرم کا نزول فرمایا۔

خود خالق کائنات کا ارشاد ہے:

"وما ارسلناک الا رحمة للعالمین"

(انبیاء آیت ۱۰۷)

ترجمہ: اے محبوب ہم نے تمہیں سارے جہان کے لئے رحمت بنا کر بھیجا۔

رب کی رحمتوں کا یہ نزول یوں تو ہر لمحہ ہر آن ہے مگر کچھ خاص اوقات اور خاص لمحات میں ان میں گونا گوں اضافہ ہوتا ہے اور ان خاص اوقات میں سب سے زیادہ رحمت و برکت والے اوقات ماہ رمضان کے ہیں جس کی آمد ہم سب کے لئے رب کی رحمتوں کے خزانے لیکر ہونے والی ہے۔

یہ وہ مقدس مہینہ ہے جس کے بارے میں حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ رمضان کے مہینے کے لئے جنت پورے سال تک سنواری جاتی ہے پھر جب رمضان کا پہلا دن ہوتا ہے تو عرش کے نیچے جنتی درختوں سے حور عین پر ایک ہوا چلتی ہے تو وہ کہتی ہیں اے ہمارے رب تو ہمارے لئے اپنے مقرب بندوں سے جوڑا بنا جن سے ہماری آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور ہم سے ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں۔ (مشکوۃ کتاب الصوم)

اسی ماہ مقدس کے آخری عشرے کی طاق راتوں میں شب قدر ہے جس کی فضیلت خود خالق کائنات نے قرآن مقدس میں بیان فرمائی۔ ارشاد ربانی ہے:

"لیلة القدر خیر من الف شهر"

(سورہ قدر آیت ۳)

ترجمہ: قدر والی رات ایک ہزار مہینوں سے افضل۔

اور اسی شب قدر میں اللہ تعالیٰ نے اپنا مقدس کلام قرآن عظیم آسمان دنیا کی طرف نازل فرمایا۔

رب تعالیٰ فرماتا ہے:

"شهر رمضان الذی انزل فیه القرآن"

(آیت ۱۸۵)

ترجمہ: رمضان کا مہینہ جس میں اللہ تعالیٰ نے قرآن نازل فرمایا۔

اور اس ماہ مقدس کے روزے بھی اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر فرض کئے۔ رب فرماتا ہے:

"یا ایها الذین آمنوا کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون"

(سورہ بقرہ آیت ۱۸۳)

ترجمہ: اے ایمان والو تم پر روزے فرض کئے گئے جیسے اگلوں پر فرض ہوئے تھے کہ کہیں تمہیں پرہیزگاری ملے۔

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے رجب کو اللہ کا شعبان کو اپنا اور رمضان کو اپنی امت کا مہینہ فرمایا رمضان کو اپنی امت کا مہینہ فرمانے میں جہاں دیگر وجوہات ہیں وہیں اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ اس ماہ میں اللہ نے اپنے بندوں کے لئے خیر کثیر رکھی ہے یہ وہ مقدس مہینہ ہے کہ اللہ نے اس کے آغاز میں اپنے بندوں کے لئے رحمت درمیان میں مغفرت اور آخر میں جہنم سے نجات رکھی ہے اور اس ماہ میں

نفل کام کرنے کا ثواب فرض کی ادائگی کے برابر ہے اور فرائض کے ثواب میں گونا گوں اضافہ کر دیا جاتا ہے۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اس ماہ مقدس کا پر زور استقبال فرماتے اور اس کی آمد پر اپنے صحابہ کو مبارک باد دیتے اور فرماتے کہ تم پر رمضان کا مقدس مہینہ سایہ فگن ہوا اللہ نے اس کے روزے تم پر فرض کئے ہیں اور پھر اس ماہ مقدس میں من جانب اللہ ہونے والے انعامات واکرامات بالخصوص جنت کے دروازے کھولنا، جہنم کے دروازے بند کرنا ،شیاطین کو قید کرنا وغیرہ بیان فرماتے۔

اور ماہ رمضان کی تیاریوں میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا کہ آپ شعبان کے مہینے میں روزہ کثرت سے رکھتے تا کہ عادت ہو جانے کے سبب رمضان کے روزے نہایت اہتمام کے ساتھ رکھے جائیں اور دخول رمضان کے بعد سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم عبادت و ریاضت میں اضافہ فرما دیتے اور آخری عشرہ میں اس کا اثر زیادہ ظاہر ہوتا ،چنانچہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں:

"كان النبی صلی اللہ علیه وسلم اذا دخل العشر شد مئزره و احيا ليله و ايقظ اهله" (بخاری ح ۱۹۲۰)

جب رمضان کا آخری عشرہ داخل ہوتا تو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم اس کے لئے کمر بستہ اور چاق چوبند ہو جاتے اور قیام اللیل فرماتے اور گھر والوں کو جگاتے۔

صحابہ کرام بھی اس ماہ مقدس کا پر زور استقبال فرماتے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں رمضان المبارک کے مہینے میں زیادہ عبادات وطاعات کرنے کے لئے طاقت وقوت کی دعا مانگتے ،نیز اس مہینے میں اپنی ضروریات زندگی اور دنیوی مصروفیات کو کم سے کم کر دیتے اور اکثر اوقات اپنے آپ کو ذکر واذکار اور نیکی کے کاموں میں مصروف رکھتے دن میں روزہ اور رات میں قیام کے ذریعے اس ماہ مقدس کی برکتوں سے مالا مال ہوتے۔

اسلاف کرام کا بھی یہی معمول تھا کہ وہ ماہ رمضان کا بہت احترام کرتے اور اس مہینے میں کثرت سے عبادتیں کرتے دن میں روزہ رکھتے اور زیادہ تر اوقات تلاوت قرآن کریم میں مشغول رہتے چنانچہ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ اور امام شعبی رحمہا اللہ کے بارے میں ہے:

"يختمان فی رمضان ستين ختمة"

(المستطرف ص ۳۰)

یہ دونوں حضرات رمضان کے مہینے میں ساٹھ قرآن عظیم کا ختم کرتے ،اور راتوں کو جاگ جاگ کر رب کی عبادت میں مشغول رہتے چنانچہ حضرت ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ رمضان کے مقدس مہینے میں دن و رات میں کبھی نہیں سوتے تھے ان حضرات کے علاوہ دیگر اسلاف کرام کا یہی معمول تھا کہ زیادہ تر اوقات اللہ رب العزت کی عبادت میں مصروف رہتے اور اپنے روزوں کی حفاظت فرماتے کہ کہیں ان کی یہ اہم عبادت دیگر لغویات کے سبب بارگاہ خداوندی میں شرف قبولیت سے محروم نہ رہ جائے اس لئے اسلاف کرام کا یہ بھی معمول تھا کہ وہ رمضان سے قبل چھ ماہ تک اللہ رب العزت کی بارگاہ میں دعا گو رہتے کہ مولا ہمیں رمضان تک پہونچا دے اور رمضان کے گزرنے کے بعد یوں دعا گو ہوتے کہ مولیٰ ہم نے رمضان کے مقدس مہینے میں جو عبادات کی ہیں ان کو اپنی بارگاہ میں شرف قبول عطا فرما۔

حضور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم ،صحابہ کرام واسلاف کرام کا ماہ رمضان کے اوقات گزارنے کا تو یہ معمول تھا مگر آج جب ہم رمضان کے مقدس مہینے کی آمد کے بعد اپنے معمولات اور اعمال کا جائزہ لیتے ہیں تو اس ماہ مقدس کے

بابرکت لمحات میں عبادات وطاعات سے اپنے آپ کو خالی ہاتھ اور خالی دامن پاتے ہیں، وہ رمضان جس کے لئے سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم ایک ماہ پہلے سے تیاری کرتے اور صحابہ واسلاف کرام جس ماہ مقدس کی عبادات کی خاطر چھ ماہ پہلے سے رب کی بارگاہ میں دعا کرتے اسی رمضان میں دیگر عبادات تو دور روزے جیسی اہم عبادت کو بھی ہماری آج کی خود کو ترقی یافتہ سمجھنے والی نسل معاذ اللہ فاقہ کشی سمجھ رہی ہے اور بے باکانہ طور پر معاذ اللہ یوں زبان دراز ہوتی ہے کہ روزہ وہ رکھے جس کے گھر کھانے کو نہ ہو۔ **استغفر اللہ ربی من ذلک۔**

شریعت مطہرہ نے روزے داروں کے احترام میں یہاں تک حکم دیا کہ جن لوگوں سے عذر کے سبب ماہ رمضان میں روزہ ساقط ہے وہ لوگ بھی علی الاعلان نہ کھائیں پیئیں بلکہ روزے داروں کا احترام کریں مگر آج ہماری قوم کا حال یہ ہے کہ مسلم بستیوں کا جائزہ لیا جائے تو بچے بوڑھے تو درکنار جوانوں میں خاصی تعداد بے روزہ لوگوں کی ملتی ہے اور اب تو حالات یہ ہیں کہ مسلم بستیوں میں اشیائے خورد و نوش کی فراہمی ان کے ٹھکانوں پر عام ایام کے مقابلے رمضان میں بڑھ جاتی ہے اور شب و روز یہ ٹھکانے اسی کے لئے کھلے رہتے ہیں اور ہماری قوم کے افراد ان ٹھکانوں پر بیٹھ کر فضولیات میں مصروف رہتے ہیں عبادات میں تو دیگر ایام کے مقابلے رمضان میں فقط ماہ رمضان تک کچھ اضافہ ضرور نظر آتا ہے جس کا اثر عید الفطر کے بعد مساجد کو دیکھ کر بخوبی ظاہر ہوتا ہے مگر ترک معصیت کے معاملے میں آج مسلمان پچھڑتا ہوا ہی نظر آتا ہے جہاں اسلاف کرام اس ماہ میں دنیوی مصروفیات کم سے کم کر کے زیادہ تر اپنا وقت طاعات وعبادات میں صرف کرتے تھے یہ سوچ کر کہ کہیں ہماری عبادات اکارت نہ چلی جائیں وہیں آج کی نسل رمضان میں" وقت نہیں گزرتا" کا رونا روکر خود کو معصیت کے دلدل میں پھنساتی نظر آتی ہے ۔فیشن، فحاشی، حرام کاریاں یہ سب گناہ گرچہ عام ایام میں بھی ان سے اجتناب لازم وضروری ہے مگر بعض لوگ ماہ رمضان میں بھی ان سے باز نہیں آتے اور کھلم کھلا ان کا ارتکاب کرتے ہیں۔ کیا یہی دین اسلام ہے؟ کیا اسی کی تعلیم مذہب اسلام نے دی ہے؟ نہیں ہر گز نہیں، مذہب اسلام کی تعلیمات تو وہ ہیں کہ ان پر عمل کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ بندوں کو دنیا میں بھی سرخرو فرماتا ہے اور آخرت میں بھی۔ لہذا ہمیں چاہئے کہ مذہب اسلام کی تعلیمات پر عمل کریں خدائے تعالیٰ ورسول صلی اللہ علیہ وسلم کے فرامین پر عمل کریں فعل طاعات و عبادات اور حتی المقدور ترک معصیت کے ساتھ اپنی زندگی گزاریں بالخصوص ماہ رمضان میں روزہ و دیگر عبادات میں مصروف رہیں تا کہ رب کی رحمتوں کا نزول دنیا میں بھی ہو اور آخرت میں بھی رب کی رحمت کا سایہ نصیب ہو۔

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ ماہ رمضان کی آمد ہمارے لئے باعث نجات وثواب بنائے اور اس ماہ مقدس کا حتی المقدور احترام کرنے کی توفیق عطا فرمائے، ترک معصیت وفعل طاعات وعبادات کا عام ایام میں بالعموم اور رمضان المبارک میں بالخصوص خوگر بنائے۔ **آمین بجاہ سید المرسلین علیہ و علی آلہ افضل الصلوٰۃ واکرم التسلیم۔**

□□□

قرآن عظیم یقیناً تحریف وتبدیل سے پاک ہے!

از: محمد شکیل بریلوی، جامعۃ الرضا، بریلی شریف

قرآن اللہ تعالیٰ کی وہ واحد مقدس کتاب ہے جو دین اسلام کا سرچشمہ، رشد وہدایت کا منبع، دعوت وارشاد کا مصدر علم وعرفان کا خزانہ اور اپنے بے شمار محاسن وکمالات کے ساتھ پوری دنیائے باطل کے لئے چیلینج ہے، قرآن مقدس ازاول تا آخر حرف بحرف کلام الٰہی ہے جو اس کے کسی حرف کو انسانی اضافہ کہے یا اس کی کسی آیت کا منکر ہو تو وہ قطعی یقینی کافر ہے اور وہ مباح الدم ہے۔

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

من یجحد آیۃ من القرآن فقد حل ضرب عنقہ من قال لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ فلا سبیل لاحد علیہ الا ان یصیب حدا فیقام علیہ۔

(فضائل القرآن للمستغفری ص 105)

جو شخص قرآن کی کسی آیت کا منکر ہو تو وہ مباح الدم ہے جو شخص بھی اللہ کی وحدانیت کا مقر ہو تو اس پر کسی کو راہ نہیں مگر یہ کہ اس پر حد واجب ہو تو وہ قائم کی جائے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن عظیم کو اپنے حبیب پاک صاحب لولاک علیہ التحیۃ والثناء پر نازل فرما کر اس کی حفاظت وصیانت کو اپنے ذمہ کرم پر لے لیا دیگر کتب سماویہ اور قرآن عظیم کے مابین خط امتیاز یہ ہے کہ دیگر کتب کی حفاظت وصیانت کا ذمہ اس امت پر تھا جس کی ہدایت کے لئے اس کتاب کو نازل کیا گیا مگر قرآن مقدس کی حفاظت خود صاحب قرآن کے ذمہ کرم پر ہے، رب تعالیٰ فرماتا ہے:

"انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحٰفظون"

بیشک ہم نے اتارا ہے یہ قرآن اور بے شک ہم خود اس کے نگہبان ہیں۔ (سورہ حجر، آیت ۹)

اللہ تعالیٰ اپنے کلام مقدس کی حفاظت کیسے فرمائے گا اس آیت کی تفسیر میں اس کو بیان کرتے ہوئے مفسر ابوحفص عمر بن علی اپنی کتاب "اللباب فی علوم الکتاب" میں تحریر فرماتے ہیں:

"اختلفوا فی انہ تعالیٰ کیف یحفظ القرآن ؟ فقیل بان جعلہ معجزا مباینا لکلام البشر یعجز الخلق عن الزیادۃ والنقصان فیہ بحیث لو زادوا فیہ او نقصوا عنہ یغیر نظم القرآن، و قیل صانہ و حفظہ من ان یقدر احد من الخلق علیٰ معارضتہ۔ وقیل قیض جماعۃ یحفظونہ و یدرسونہ فیما بین الخلق الیٰ آخر بقاء التکلیف۔ و قیل المراد بالحفظ ھو انہ لو ان احدا حاول بتغییر حرف او نقطۃ لقال لہ اھل الدنیا: ھذا کذب و تغییر لکلام اللہ تعالیٰ حتی ان الشیخ المھیب لو اتفق لہ لحن او ھفوۃ فی حرف من کتاب اللہ تعالیٰ لقال لہ کل الصبیان اخطات ایھا الشیخ و صوابہ کذا و کذا۔ (اللباب فی علوم الکتاب ج ۱۱ ص ۴۳۲)

اللہ تعالیٰ قرآن کی حفاظت کیسے فرمائے گا اس میں علما کا اختلاف ہے بعض نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کتاب کو معجز اور انسانی کلام کے مباین بنا دیا کہ مخلوق اس میں زیادتی و نقصان سے عاجز رہے گی بایں طور کہ مخلوق اگر اس میں کمی بیشی کرے گی تو نظم قرآنی تبدیل ہو جائے گا بعض لوگوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی ایسے حفاظت فرمائی کہ مخلوق اس کے معارضے اور مقابلے سے عاجز ہے۔ بعض لوگوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ جماعت کو مقرر فرما کر کہ وہ اس کو حفظ کریں اور لوگوں کو قرآن سکھائیں اور یہ آخر تکلیف تک ہوگا حفاظت

فرمائے گا اور بعض لوگوں نے یہ کہا ہے کہ حفظ سے مراد یہ ہے کہ اگر کوئی شخص کسی حرف یا نقطہ کو بدلنے کی کوشش کرے گا تو دنیا والے اس سے کہیں گے یہ جھوٹ ہے اور کلام الٰہی کی تبدیلی ہے یہاں تک کہ اگر کسی بارعب شخص کی قرآن کے کسی حرف میں کوئی غلطی یا لغزش ہو جائے تو بچے بھی کہیں گے کہ جناب آپنے یہاں پر خطا کر دی ہے صحیح یہ ہے۔

قرآن مقدس کی حفاظت کے بارے میں علمائے کرام کے ان اقوال کو ملاحظہ فرمانے کے بعد قارئین بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اسے بھلا دینے تبدیلی کرنے یا اس میں انسانی کلام کو ملا دینے یا اس کے مقابلہ کرنے میں جو بھی حفاظت قرآن کے لئے خطرے کی صورتیں ہیں سب سے محفوظ رکھا ہے۔ انس وجن میں کسی کو اس بات پر قدرت نہیں کہ وہ قرآن کے مثل کلام پیش کرے۔

رب تعالیٰ فرماتا ہے:

"ان کنتم فی ریب مما نزلنا علیٰ عبدنا فاتوا بسورۃ من مثلہ وادعوا شھداء کم من دون اللہ ان کنتم صادقین فان لم تفعلوا و لن تفعلوا فاتقوا النار التی وقودھا الناس والحجارۃ اعدت للکافرین"

(سورہ بقرۃ آیت ۲۳، ۲۴)

اور اگر تمہیں کچھ شک ہو اس میں جو ہم نے اپنے خاص بندے پر اتارا تو اس جیسی ایک سورت تو لے آؤ اور اللہ کے سوا اپنے سب حمایتیوں کو بلا لو اگر تم سچے ہو۔ پھر اگر نہ لا سکو اور ہم فرمائے دیتے ہیں کہ ہرگز نہ لا سکو گے تو ڈرو اس آگ سے جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں تیار رکھی ہے کافروں کے لئے۔

من جانب اللہ یہ چیلینج فقط یہیں نہیں بلکہ اور بھی کئی مقامات پر ہے رب تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

"فاتوا بکتاب من عند اللہ ھو اھدیٰ"

(سورہ قصص آیت ۴۹)

"قل لان اجتمعت الانس والجن علیٰ ان یاتوا بمثل ھذا القرآن لا یاتون بمثلہ ولو کان بعضھم لبعضھم ظھیرا" (الاسراء آیت ۸۸)

فاتوا بعشر سور مثلہ مفتریت۔ (ھود ۱۳)

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے قرآن کا مثل لانے کا چیلینج کیا، اللہ تعالیٰ کا یہ چیلینج اس بات کا واضح بیان ہے کہ یہ کلام مقدس کسی بشر کا کلام نہیں بلکہ خالق کائنات کا کلام ہے، تفسیر البحر المحیط میں آیت: **"انا نحن نزلنا الذکر و انا لہ لحافظون"** کے تحت ہے:

"و حفظہ ایاہ دلیل علی انہ من عندہ تعالیٰ اذ لو کان من قول البشر لتطرق الیہ ما تطرق لکلام البشر

(ج ۵ ص ۴۳۵)

اور اللہ رب العزت کا قرآن کی حفاظت فرمانا دلیل ہے اس بات کی کہ یہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اگر کسی بندے کا کلام ہوتا تو اس میں بھی وہی احتمالات ہوتے جو انسانی کلام میں ہیں۔

اللہ رب العزت کا یہ چیلینج روز نزول سے قیامت تک تمام لوگوں کے لئے ہے کہ وہ اپنے تمام اعوان و انصار جن و انس سب سے مدد لے کر اس کا مثل پیش کریں چیلینج کے بعد کئی بد بخت و بد انجام لوگوں نے قرآن کا مثل لانے کی کوشش کی مگر ان کی کوششوں کی پول چند ایام ہی میں ان کے معاصرین کے ذریعے ہی کھل گئی اور روز اول سے آج تک کوئی اس کا مثل پیش نہ کر سکا۔

قرآن محض تلاوت کر کے فیوض و برکات سے مستفیض ہونے کے لئے ہی نہیں ہے بلکہ یہ بنی نوع انسان کے لئے مکمل دستور حیات ہے اسی لئے احکام شرعیہ کی اساس یہی قرآن مقدس ہے اور بیشتر احکام شرعیہ اسی سے ماخوذ ہیں جن احکام شرعیہ پر عمل کر کے انسان معاشرے کا ایک صالح فرد بنتا ہے اور جس بستی یا شہر میں ان احکام شرعیہ پر مکمل عمل

ہوتو اس بستی کے افراد حسن معاشرت کا بہترین نمونہ بن جاتے ہیں اور جو بستیاں ان احکام وفرامین سے خالی ہوتی ہیں وہاں معاشرت دم توڑ دیتی ہے۔

قرآں کی اثر آفرینی کے قائل احباب ہی نہیں اغیار بھی ہیں سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس میں کفار مکہ اپنے اہل وعیال کو قرآن کی تلاوت سننے سے منع کرتے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ لوگ قرآن سنیں اور قرآن ان کے دلوں میں اثر کر جائے اور یہ لوگ اپنے آباء واجداد کا دین چھوڑ کر دین اسلام قبول کر لیں ان کا یہ خوف بھی قرآن کے انسانی کلام نہ ہونے کا بین ثبوت تھا اس لئے کہ وہ ایسے قبائل سے تعلق رکھتے تھے جن میں نظما ونثراعرب کے سردار پائے جاتے تھے اور فصاحت وبلاغت کے شہسوار تھے باوجود اس کے کسی شاعر کا قصیدہ پڑھنے یا سننے یا کسی ادیب شہیر کا خطبہ سننے سے کبھی اپنے اہل وعیال کو نہ روکا اس لئے کہ وہ جانتے تھے کہ ان کلام کی اثر آفرینی اس حد تک نہیں ہے مگر قرآن کی تلاوت سے روکتے تھے کیونکہ اس کا اثر دلوں میں ہوتا تھا اور لوگ باطل دین کو ترک کر کے حلقہ بگوش اسلام ہو جاتے۔

قرآن اللہ تعالیٰ کی واحد ایسی کتاب ہے جس سے متعلق ہر عمل پر اللہ تعالیٰ نے بندوں کے لئے نیکی رکھی ہے اس کتاب کی تلاوت اس پر عمل اس کی طرف نظر کرنا، چھونا اس کی تعظیم کرنا سبھی باعث اجر وثواب ہیں، قرآن کی درس و تدریس بلکہ ہر وہ فن جس کا مرجع قرآن ہو اس کا پڑھنا پڑھانا باعث اجر وثواب ہے قرآن کی تلاوت امراض ظاہرہ وباطنہ ہر ایک سے انسان کو صحت بخشتی ہے ایمان میں قوت پیدا کرتی ہے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

”و اذا تلیت علیھم آیتہ زادتھم ایمانا“

(سورہ انفال آیت ۲)

اور جب ان پر اس کی آیتیں پڑھی جائیں ان کا ایمان ترقی پائے۔

جہاں اہل اسلام نے قرآن اور علوم قرآن کی خدمت میں بے مثال کارنامے انجام دئے وہیں اعدائے اسلام اور مخالفین قرآن نے بھی اس لافانی کتاب اور ازلی نور ہدایت سے کسب فیض ورشد کے بجائے اس کی تنقیص اس پر بے جا اعتراضات اور اس کے اندر بے محل شک آفرینی میں اپنی آخری صلاحتیں صرف کر دیں مگر زمانہ نزول سے لیکر آج تک اس طرح کی ہر کوشش ناکام ہی رہی اور مخالفین اسلام کے مفسدانہ خواب کبھی شرمندہ تعبیر نہ ہو سکے اور نہ ہی آئندہ کبھی ہو سکتے ہیں۔

زمانہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے ہی اس کی مخالفت وانکار کرنے والے پائے گئے کسی نے اس کو کلام بشر بتایا تو کسی نے اس میں کلام بشر کی آمیزش بتائی جیسے جیسے زمانہ رسالت دور ہوتا گیا ویسے ویسے ہی اس میں اعتراضات کرنے والوں کی تعداد میں بھی گوناگوں اضافہ ہوتا چلا گیا کسی نے اس کی تعلیمات کو قدامت پسندی سے تعبیر کیا تو کسی نے ان کو جدید انسانی ترقیات کی راہ میں رکاوٹ بتایا اس کی تعلیمات کو فساد فی الارض کا ذریعہ اور صالح انسانی معاشرہ کی رکاوٹ بتایا۔ قرآن مخالفت میں فتنوں کا جو طوفان اٹھا اس کی لہر آج بھی ان مخالفین کے ورثاء میں پائی جاتی ہے مسلمان کہلایا جانے والا ایک گروہ جو خود کو شیعہ کہتا ہے موجودہ مصحف عثمانی کو ناقص کہتا ہے اور تدوین قرآن میں شان اہل بیت پر مشتمل بہت سی آیات کو سازشا شامل نہ کرنے کا بے جا الزام حضرات صحابہ کرام پر لگاتا ہے اور بہت سی آیتوں میں تحریف وتبدیل کا الزام دھرتا ہے حالانکہ حضرات اہل بیت کا مصحف عثمانی کو کامل قرآن عظیم ماننا ان لوگوں کے لئے مسکت جواب ہے مگر یہ جواب دیدہ عبرت آموز کے لئے ہے جس نے ہٹ دھرمی میں مخالفت کی

عینک لگائی ہوتو اس کے لئے ان حضرات اہل بیت کا یہ عمل بھی موثرنہیں۔

مخالفت کے یہ طوفان عرب وعجم سبھی میں اٹھے اور اٹھ رہے ہیں اور وعدہ الٰہی "انا له لحافظون" کے تحت علمائے حق کی جانب سے ان فتنوں کا سد باب ہمیشہ سے کیا جا تا رہا ہے دور حاضر میں بھی قرآن کی کچھ آیتوں کو مخالفین کے زعم فاسد میں ترقی یافتہ معاشرے کے لئے رکاوٹ بننے کے سبب (اگر چہ درحقیقت بنا تعلیمات قرآن کے معاشرے کی تعمیر و ترقی ناممکن ہے) ان کو قرآن مقدس سے نکالنے کا مطالبہ کیا جا رہا ہے اور تعجب بالائے تعجب یہ کہ جس عدلیہ میں سماعت مقدمات کے وقت مدعیان وگواہان سے حق گوئی کے لئے عدلیاتی دستور کے مطابق جس کتاب کی حلف برداری کا رواج ہو اسی کتاب کی بے اعتمادی وصحت و عدم صحت کا مسئلہ اٹھایا گیا ہے۔اور مفسدین کی یہ مذموم کوشش فقط اہل حق کے جذبات مجروح کرنے اوران کے اندر بھی معاذ اللہ خدا بے زاری کا بیج بونے کے لئے ہے جس میں یہ مفسدین صبح قیامت تک کامیاب نہیں ہو سکتے جن کے دلوں میں ایمان راسخ ہے یہ مخالفتیں ان کو اور مضبوطی بخشتی ہیں اور جن کے دلوں میں کجی ہے ان کو گمرہی میں مزید اضافہ کرتی ہیں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

"هو الذى انزل عليك الكتاب منه آيت محكمات هن ام الكتاب و اخر متشابهت فاما الذين فى قلوبهم زيغ فيتبعون ما تشابه منه ابتغاء الفتنة و ابتغاء تاويله و ما يعلم تاويله الا الله و الراسخون فى العلم يقولون آمنا به كل من عند ربنا و مايذكر الا اولو الالباب " (آل عمران آیت ۷)

وہی ہے جس نے تم پر یہ کتاب اتاری اس کی کچھ آیتیں صاف معنیٰ رکھتی ہیں وہ کتاب کی اصل ہیں اور دوسری وہ ہیں جن کے معنی میں اشتباہ ہے وہ جن کے دلوں میں کجی ہے وہ اشتباہ والی کے پیچھے پڑتے ہیں گمراہی چاہنے اور اسکا پہلو ڈھونڈنے کو اوراس کا ٹھیک پہلو اللہ ہی کو معلوم ہے اور پختہ علم والے کہتے ہیں ہم اس پر ایمان لائے سب ہمارے رب کے پاس سے ہے اور نصیحت نہیں مانتے مگر عقل والے۔

اللہ رب العزت کی بارگاہ میں دعا ہے کہ مولیٰ تعالیٰ امت مسلمہ کو درپیش ان فتنوں سے محفوظ رکھے اور فتنہ انگیز و فتنہ پرور بدبختوں کو ایسی فتنہ انگیزی سے باز رہنے کی ہدایت عطا فرمائے آمین بجاہ سید المرسلین صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ اجمعین

□□□

رسول مختار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم امت کے غمخوار!

از: عاشق حسین کشمیری، جامعۃ الرضا بریلی شریف

خالق کائنات کا امت محمدیہ پر بے پناہ کرم واحسان ہے کہ اس نے اس گناہ گار امت کی ہدایت کے لئے اپنے پیارے حبیب محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کو ہمارے درمیان مبعوث فرمایا جن کی بعثت فقط امت اجابت ہی کے لئے نہیں بلکہ جن وانس چرند پرند سبھی کے لئے رحمت ہے اور آقا کریم کی شان کریمی یہ ہے کہ آپ نے اپنی اس گناہ گار امت کو دنیا میں بھی فیضان کرم سے سیراب فرمایا اور کل بروز قیامت تمام مواقع پر دست گیری فرمائیں گے سرکار امت کی کیسی غم خواری فرماتے ہیں اس کو اللہ تعالیٰ نے خود اپنے کلام مقدس میں بیان فرمایا ہے۔ رب تعالیٰ فرماتا ہے:

"لقد جاء کم رسول من انفسکم عزیز علیه ما عنتم حریص علیکم بالمؤمنین رؤف رحیم۔

(التوبۃ:۱۲۸)

ترجمہ: بے شک تمہارے پاس تشریف لائے تم میں سے وہ رسول جن پر تمہارا مشقت میں پڑنا گراں ہے تمہاری بھلائی کے نہایت چاہنے والے، مسلمانوں پر کمال مہربان، مہربان۔

تاکید کے ساتھ بیان کیا جا رہا ہے کہ تمہاری طرف تمہیں میں سے ایک رسول آیا یعنی جو تمہارا ہم جنس بھی ہے اور ہم زبان بھی (جب مخاطب عرب مانیں جائیں) جیسا کہ حضرت ابراھیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دعا مانگی تھی۔

"**ربنا وابعث فیھم رسولا منھم**" (البقرۃ:۱۲۹)

اے رب! ہمارے بھیج ان میں ایک رسول انہیں میں سے۔

نیز اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"لقدمن اللہ علی المؤمنین اذبعث فیھم رسولا من انفسھم" (آل عمران:۱۶۴)

تحقیق کہ اللہ کا بڑا احسان ہوا مسلمانوں پر کہ ان میں انہیں میں سے ایک رسول بھیجا۔

حضرت جعفر بن ابی طالب نے نجاشی سے اور حضرت مغیرہ بن شعبہ نے کسریٰ کے فرستادہ سے کہا:

ان اللہ بعث فینا رسولا منا، نعرف نسبه و صفته و مدخله و مخرجه و صدقه و امانته الحدیث۔

(مسند امام احمد بن حنبل۔حدیث)

ترجمہ: بے شک اللہ نے ہمارے طرف بھیجا ہمیں میں سے رسول ہم اس کا نسب اس کے اوصاف اس کا آنا جانا اور اس کی صداقت و امانت کو جانتے ہیں۔

سفیان بن عیینہ نے جعفر بن محمد سے انہوں نے اپنے والد کے حوالہ سے اس آیت کریمہ کے تحت فرمایا: "**لقد جاء کم رسول من انفسکم "لم یصبه شی من ولادۃ الجاهلیة**۔ ترجمہ: ان کو جاھلیت کے طرز ولادت سے کچھ نہ پہونچا۔

سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: "**خرجت من نکاح، ولم اخرج من سفاح**"۔ ترجمہ: میں نکاح کے ذریعہ پیدا ہوا نا روا طریقہ سے نہیں۔

عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم: "خرجت من نکاح ولم اخرج من سفاح، من لدن آدم الی ان ولدنی ابی وامی، لم یمسنی من سفاح الجاهلیة شئ"۔ (الفاضل للرامہرمزی)

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: اللہ

کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں نکاح کے ذریعہ پیدا ہوا ناروا طریقہ سے نہیں، حضرت آدم سے لیکر والدین سے ولادت تک جاہلیت کے ناروا طریقوں میں مجھے کچھ نہ پہونچا۔

ایک قرأت میں "انفسکم" بھی آیا ہے، صحیح مسلم میں حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے کہ انہوں نے سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: "**ان اللہ اصطفی کنانۃ من ولد اسماعیل، و اصطفی قریشا من کنانۃ، و اصطفی من قریش بنی ھاشم، و اصطفانی من بنی ھاشم**۔ (۴۳۴۱)

ترجمہ: بے شک اللہ نے اولاد اسماعیل سے کنانہ کو چنا اور کنانہ سے قریش کو اور قریش سے بنی ہاشم کو اور بنی ہاشم میں سے مجھے چنا۔ "**عزیز علیہ ما عنتم**" اسی لئے حدیث پاک میں آیا ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: "**بعثت بالحنیفیۃ السمحۃ**"۔ میں آسان دین حنیف کے ساتھ مبعوث کیا گیا۔ "**ان ھذا الدین یسر**" اور یہ بلاشبہ حق ہے اگلی شریعتوں کی طرف نظر کرتے ہوئے آپ کی لائی ہوئی شریعت آسان ہے۔ "**حریص علیکم**" تمہارے لئے دینی اور دنیوی فائدے کے حریص ہیں، اس بات کے حریص ہیں کہ تم ایمان لاکر جہنم کے عذاب سے بچو اور جنت میں داخل ہوجاؤ۔ "**بالمؤمنین رؤوف رحیم**" مومنوں کیلئے رؤوف رحیم ہیں، یہ رسول رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خصوصیت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے اسماء سے دو نام آپ کو عطا فرمائے، یوں تو آپ ساری کائنات کیلئے رحمت ہیں جیسا کہ ارشاد ہے:

"**وما ارسلنک الا رحمۃ للعالمین**"

(الانبیاء:۱۰۷)

مگر مومنوں کیلئے آپ رؤوف ورحیم ہیں، قرآن پاک میں دوسری جگہ ارشاد ہے: "**النبی اولی بالمؤمنین من انفسھم**" (الاحزاب۔آیت ۶)

آغاز تحریر میں مذکور آیت کریمہ میں ایمان لانے پر ابھارا جارہا ہے جو ایمان لانے اور اسلام قبول کرنے کی دعوت دے رہا ہے وہ کوئی اجنبی نہیں، کوئی الگ مخلوق نہیں بلکہ وہ تمہیں میں سے ہے، تمہاری ہی طرح جنس انسان سے ہے، تمہاری طرح عربی زبان بولتا ہے، تم اس کے نسب کو پہچانتے ہو، تم نے اس کے دن رات دیکھے، اس کی قدر ومنزلت جانتے ہو، تمہیں نے اس کی سچائی دیکھ کر صادق کا لقب دیا، تمہیں نے اس کی امانت داری دیکھ کر امین کا لقب دیا، وہ تمہارا اتنا بڑا ہمدرد ہے کہ تمہارا مشقت میں پڑنا اس پر گراں ہے، اسے یہ بات برداشت نہیں کہ تم ایمان نہ لاکر عذاب جہنم میں مبتلا ہوجاؤ۔ وہ تمہارا بھلا چاہتا ہے وہ چاہتا ہے کہ تم ایمان لاکر جنت کے باغات میں ہمیشہ خوشحال زندگی گزارو۔

اور مومنوں کیلئے تو وہ رؤوف ورحیم ہے وہ مومنوں سے تکلیفوں اور مصیبتوں کو دور فرماتا ہے اور ان پر انتہائی رحمت فرماتا ہے، تم بھی ایمان لاؤ اور رؤوف ورحیم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اس رأفت ورحمت سے حصہ پاؤ۔

رسول رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی امت کو مشقت میں نہیں ڈالنا چاہتے، چنانچہ حدیث پاک میں ہے:

لو لا ان اشق علی امتی ما قعدت خلف سریۃ ولو ددت انی اقتل فی سبیل اللہ ثم احیا، ثم اقتل، ثم احیا، ثم اقتل۔ (بخاری ۳۶)

ترجمہ: اگر مجھے اپنی امت پر مشقت کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں کسی سریہ (وہ لشکر جو حضور کے حکم سے روانہ ہوا ہو اور اس میں حضور بنفس نفیس تشریف نہ لے گئے ہوں) سے پیچھے نہیں رہتا اور میں چاہتا کہ اللہ کی راہ شہید کیا جاؤں پھر زندہ

کیا جاؤں، پھر شہید کیا جاؤں، پھر زندہ کیا جاؤں، پھر شہید کیا جاؤں۔

آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: **لو لا ان اشق علی امتی لامرتھم بالسواک عند کل صلاۃ، ولأخرت صلاۃ العشاء الی ثلث اللیل۔** (ترمذی)

ترجمہ: اگر مجھے اپنی امت پر مشقت کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں انہیں ہر نماز کے وقت مسواک کرنے کا حکم دیتا، اور میں عشاء کی نماز کو تہائی رات تک مؤخر کرتا۔

حضرت جبرئیل علیہ السلام نے جب عرض کی "**ان اللہ تعالیٰ یأمرک ان تقرأ أمتک القرآن علی حرف**" تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: "**اسأل اللہ معافاتہ ومغفرتہ وان امتی لاتطیق ذلک**" پھر حضرت جبرئیل علیہ السلام حاضر خدمت ہوئے عرض کی: "**ان اللہ یأمرک ان تقرأ امتک القرآن علی حرفین**" تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: "**اسأل اللہ معافاتہ ومغفرتہ وان امتی لاتطیق ذلک**" پھر حضرت جبریل علیہ السلام تیسری بار حاضر خدمت ہوئے اور عرض کی "**ان اللہ یأمرک ان تقرأ امتک القرآن علی ثلثۃ احرف**" تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: "**اسال اللہ معافاتہ ومغفرتہ وان امتی لاتطیق ذلک**" پھر چوتھی بار حضرت جبریل علیہ السلام نے حاضر خدمت ہوکر عرض کی "**ان اللہ یامرک ان تقرأ امتک القرآن علی سبعۃ احرف، فایما حرف قرءوا افقد اصابوا**" (مسلم)

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ آپ کو حکم فرماتا ہے کہ آپ اپنی امت کو قرآن پاک ایک حرف کے مطابق پڑھائیں۔ میں اللہ تعالیٰ سے اس کی معافی اور مغفرت مانگتا ہوں، بے شک میری امت کے پاس اس کی طاقت نہیں۔۔ بے شک اللہ تعالیٰ آپ کو حکم فرماتا ہے کہ آپ اپنی امت کو قرآن پاک دو حرفوں کے مطابق پڑھائیں۔۔ میں اللہ تعالیٰ سے اس کی معافی اور مغفرت مانگتا ہوں، بے شک میری امت کے پاس اس کی طاقت نہیں۔۔ بے شک اللہ تعالیٰ آپ کو حکم فرماتا ہے کہ آپ اپنی امت کو قرآن پاک تین حرفوں کے مطابق پڑھائیں۔۔ میں اللہ تعالیٰ سے اس کی معافی اور مغفرت مانگتا ہوں، بے شک میری امت کے پاس اس کی طاقت نہیں۔ بے شک اللہ تعالیٰ آپ کو حکم فرماتا ہے کہ آپ اپنی امت کو قرآن پاک سات حرفوں کے مطابق پڑھائیں تو وہ جس حرف کے مطابق پڑھیں گے درست ہوگا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

خطبنا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال: ایھا الناس قدفرض علیکم الحج فحجوا، فقال رجل: اکل عام یا رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)، فیسکت حتی قالھا ثلاثا، فقال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: لو قلت نعم لوجبت ولما استطعتم، ثم قال: ذرونی ماترکتم فانما ھلک من کان قبلک کثرۃ سوالھم واختلافھم علی انبیاءھم واذا امرتکم بشئ فاتوامنہ مااستطعتم واذا نھیتکم عن شئ فدعوہ۔ (مسلم، ۲۴۶۸)

ترجمہ: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں خطبہ دیا اور فرمایا اے لوگو! تم پر حج فرض کیا گیا تو حج کرو تو ایک شخص نے کہا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کیا ہر سال؟ آپ نے سکوت فرمایا یہاں تک کہ سائل نے تین بار یہ بات کہی پھر سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر میں ہاں کہہ دیتا تو ہر سال واجب ہوتا اور تم اس کی استطاعت نہ رکھتے پھر سرکار نے فرمایا جو میں نے چھوڑ دیا اس کو چھوڑ دو اس لئے کہ تم سے پچھلی امتیں اپنے انبیاء کرام سے کثرت سوال کے سبب ہلاک ہوئیں، جب میں تمہیں کسی

چیز کا حکم دوں حتی الامکان اس کو بجا لاؤ اور جس چیز سے روکوں اس کو چھوڑ دو۔

رسول رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی امت کی جانب سے قربانی فرماتے:

عن ابی رافع مولیٰ رسول اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کان اذاضحی اشتری کبشین سمینین اقرنین املحین فاذا صلی وخطب الناس اتی باحدھما وھو قائم فی مصلاہ فذبحہ بنفسہ، ثم یقول "اللھم ان ھذا عن امتی جمیعا ممن شھد لک بالتوحید وشھد لی بالبلاغ"

(مجمع الزوائد، ۵۹۶۷)

ترجمہ: حضرت ابورافع جو آزاد کردہ غلام ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وہ فرماتے ہیں رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب قربانی کرتے تو دو فربہ وخوبصورت مینڈھے خریدتے جب نماز اور خطبہ سے فارغ ہوتے تو ان میں سے ایک مینڈھا لایا جاتا اس حال میں کہ آپ عیدگاہ میں ہوتے پھر آپ اس کو خود ذبح فرماتے اور فرماتے اے اللہ یہ میری کل امت کی جانب سے ہے جس نے تیری توحید اور میری رسالت کی گواہی دی۔

رسول اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی امت کے گناہوں کی مغفرت کے لئے دعا فرمائی:

عن العباس بن مرداس السلمی ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دعا لامتہ عیشۃ غرفۃ بالمغفرۃ، فاجیب: انی غفرت لھم ماخلا ظلم بعضھم بعضا فانی آخذ للمظلوم من الظالم، فقال النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ای رب، انک لقادر علی ان تغفر للظالم تعوض المظلوم من عندک خیر امن مظلمتہ فلم یجب الی ذلک فی ذلک العیشۃ، فلما کان من الغد وقف صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عند المشعر الحرام واعاد الدعاء لھم ورغب الی اللہ تعالیٰ ان یتحمل عنھم المظالم والتبعات فلم یلبث صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان تبسم، فقال لہ اصحابہ: لم ضحکت یا رسول اللہ؟ وھذہ ساعۃ لم تکن تضحک فیھا؟ اضحک اللہ سنک؟ فقال: ان عدو اللہ ابلیس لما علم ان اللہ قد استجاب دعائی فی امتی وغفرلھم المظالم ذھب یدعو بالویل والثبور ویحتو علی راسہ التراب فاضحکنی ما رایت من جزعۃ۔

(ابن ماجہ: ۳۰۱۳)

ترجمہ: عباس ابن مرداس سلمی سے مروی ہے کہ رسول اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عرفہ کے شام اپنی امت کیلئے مغفرت کی دعا فرمائی، تو آپ کی دعا قبول کی گئی اور ارشاد ہوا کہ میں نے ظالم کے سوا ان سب کے گناہ معاف کر دئے، کیونکہ میں ظالم سے مظلوم کا بدلہ ضرور لوں گا، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عرض کی: اے پروردگار! اگر تو چاہے تو مظلوم کو جنت عطا فرمائے، اور ظالم کو بخش دے، تو اس شام کو کوئی جواب نہیں ملا، صبح کو مزدلفہ میں آپ نے پھر یہی دعا مانگی، تو آپ کی دعا قبول ہوئی، (راوی کہتے ہیں کہ) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہنسے یا مسکرائے تو حضرت ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنھما نے عرض کیا: ہمارے ماں باپ آپ پر قربان! اللہ تعالیٰ آپ کو ہنستا رکھے، اس گھڑی میں آپ کبھی نہیں ہنستے، کس چیز نے آپ کو ہنسایا؟ آپ نے فرمایا: اللہ کے دشمن ابلیس کو جب معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے میری دعا قبول فرمائی اور میری امت کی مغفرت فرمائی تو وہ اپنے سر پر مٹی ڈالنے لگا اور چیخنے چلانے لگا اس کو دیکھ کر مجھے ہنسی آ گئی۔ (طبرانی کبیر۔ ۳۰۱۳)

رسول رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی امت کے

لئے شفاعت اختیار فرمائی:

عن ابی موسی الاشعری قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم "خیرت بین الشفاعة وبین ان یدخل الجنة ،فاخترت الشفاعة لانها اعم واکفی، افترونهاللمؤمنین المتقین ؟لا، ولکنها للمذنبین الخطائین المتلوثین" (سنن ابن ماجہ۔۴۳۱۱)

ترجمہ: مجھے اختیار دیا گیا کہ میں (قیامت کے روز) شفاعت کروں یا میری امت میں سے آدھی امت جنت میں داخل کردی جائے، تو میں نے شفاعت کواختیار کیا، کیونکہ وہ عام اور کافی ہوگی تم سمجھ رہے ہوگے کہ وہ متقیوں کیلئے ہوگی نہیں بلکہ وہ گنہگاروں اورخطا کاروں کیلئے ہوگی۔

رسول رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دعائے مستجابہ کو اپنی امت کے لئے قیامت کے دن تک محفوظ رکھا: **عن ابی هريرة رضی اللہ تعالیٰ عنه قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم :لکل نبی دعوة مستجابة ،فتعجل کل نبی دعوته ،وانی اختبات دعوتی شفاعة لامتی یوم القیامة ،فهی نائلة ان شاء اللہ من مات من امتی لایشرک باللہ شیئا۔** (مسلم۔۳۲۸)

ترجمہ: حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے: کہ اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا : ہر نبی کیلئے ایک دعائے مستجابہ ہےتو ہر نبی نے اپنی دعا میں عجلت کی اور میں نے اپنی دعا کو قیامت کے دن امت کی شفاعت کیلئے محفوظ رکھا،تو میری شفاعت امت کے ہر اس شخص کو پہونچے گی جو مومن ہوگا۔

رسول رحمت صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو آگ میں گرنے سے بچارہے ہیں: **عن ابی هريرة رضی اللہ تعالیٰ عنه انه سمع رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یقول :انما مثلی ومثل الناس کمثل رجل استوقد نارا، فلما اضأت ماحوله ،جعل الفراش وهذه الدواب التی تقع فی النار یقعن فیها، فجعل ینزعهن ویغلبنه فیقتحمن فیها،فانا آخذ بحجزکم عن النار، وانتم تقتحمون فیها۔** (بخاری)

ترجمہ: حضرت ابوھریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کوفرماتے سنا: میری اورلوگوں کی کہاوت اس شخص کی طرح ہے جس نے آگ روشن کی ، جب اس کا آس پاس جگمگا اٹھا، پنکھیاں اور جھینگر اس میں گرنا شروع ہوئے ،تو وہ شخص انہیں آگ سے ہٹارہا ہے اوروہ اس پر غالب آکر آگ میں گررہے ہیں، اور میں تمہاری کمریں پکڑے تمہیں آگ سے بچارہاہوں اورتم اس میں گررہے ہو۔

عن عبدا للہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنه قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان اللہ لم یحرم حرمة الا وقد علم انه سیطلعها منکم مطلع، الا وانی آخذبحجزکم ان تهافتوافی النار کتهافت الفراش او الذباب۔ (احمد ج۱ ص ۴۲۴،طبرانی کبیر،۱۰۵۱۱)

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ عزوجل نے جو حرمت حرام کی اس کے ساتھ یہ بھی جانا کہ تم میں کوئی جھانکنے والا اسے ضرور جھانکے گا ،سن لو !اور میں تمہارے کمر بند پکڑے ہوں کہ کہیں پے درپے آگ میں پھاند نہ پڑو جیسے پروانے اورمکھیاں۔

رسول رحمت ، غمخوار امت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے تعلق سے اعلی حضرت فرماتے ہیں: جس نے تمہارے غم میں دن کا کھانا، رات کا سونا ترک کردیا،تم رات دن اس کی نافرمانیوں میں منہمک اور لہوولعب میں مشغول ہو اور وہ تمہاری بخشش کے لئے شب وروز گریاں وملول، شب کہ اللہ

جل جلالہ نے آسائش کے لئے بنائی ،اپنے تسکین بخش پردے چھوڑے ہوئے موقوف ہے،صبح قریب ہے،ٹھنڈی نسیموں کا پنکھا ہو رہا ہے ،ہر ایک کا جی اس وقت آرام کی طرف جھکتا ہے ،بادشاہ اپنے گرم بستروں ،نرم تکیوں میں مست خواب ناز ہے اور جو محتاج بے نوا ہے اس کے بھی پاؤں دوگز کی کملی میں دراز، ایسے سہانے وقت ،ٹھنڈے زمانہ میں ،وہ معصوم ،بے گناہ، آرام سے منہ موڑ جبین نیاز آستانہ عزت پر رکھے ہے کہ الٰہی میری امت سیاہ کار ہے،در گزر فرما،اوران کے تمام جسموں کو آتش دوزخ سے بچا۔

جب وہ جان راحت ،کان رافت، پیدا ہوا، بارگاہ الٰہی میں سجدہ کیا،اور" رب ھب لی امتی "فرمایا، جب قبر شریف میں اتارا ،لب جاں بخش کو جنبش تھی ،بعض صحابہ نے کان لگا کر سنا،آہستہ آہستہ "امتی امتی" فرماتے تھے ،قیامت کے روز کہ عجب سختی کا دن ہے ،تانبے کی زمین ،ننگے پاؤں ،زبانیں پیاس سے باہر،آفتاب سروں پر ،سائے کا پتہ نہیں ،حساب کا دغدغہ، مالک قہار کا سامنا، عالم اپنی فکر میں گرفتار ہوگا ،مجرمان بے یار دام آفت کے گرفتار،جدھر جائیں گے سوا" نفسی نفسی اذھبوا الیٰ غیری " کچھ جواب نہ پائیں گے،اس وقت یہی محبوب غمگسار کام آئے گا ،قفل شفاعت اس کے زور بازو سے کھل جائے گا،عمامہ سر اقدس سے اتاریں گے اور سر بسجود ہوکر "یارب امتی "فرمائیں گے۔(طبرانی کبیر۔جلد ۳۰،ص ۱۷)

بعض روایات میں ہے کہ حضور ارشاد فرماتے ہیں: جب انتقال کروں گا صور پھونکنے تک قبر میں امتی امتی پکاروں گا، کان بجنے کا یہی سبب ہے کہ وہ آواز جاں گداز اس معصوم عاصی نواز کی جو ہر وقت بلند ہے، گاہے ہم میں سے کسی غافل مدہوش کے گوش تک پہونچتی ہے،روح اسے ادراک کرتی ہے ،اسی باعث اس وقت درود پڑھنا مستحب ہوا کہ جو محبوب ہر آن ہماری یاد میں ہے، کچھ دیر ہم ہجراں نصیب بھی اس کی یاد میں صرف کریں۔(طبرانی کبیر۔جلد ۳۰،ص ۱۷)

اے عزیز !ایمان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت سے مربوط، اور آتش جاں سوز جہنم سے نجات ان کی الفت پر منوط، جو ان سے محبت نہیں رکھتا واللہ کہ ایمان کی بو اس کے مشام تک نہ آئی، وہ خود فرماتے ہیں:

"لایؤمن احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہ وولدہ والناس اجمعین" (بخاری شریف)

ترجمہ:تم میں سے کسی کو ایمان حاصل نہیں ہوتا جب تک میں اس کے ماں باپ اور اولاد ،سب آدمیوں سے زیادہ پیارا نہ ہوں۔

اورآفتاب نیم روز کی طرح روشن کہ آدمی ہم تن اپنے محبوب کے نشر فضائل وتکثیر مدائح میں مشغول رہتا ہے اور جو بات اس کی خوبی اور تعریف کی سنتا ہے کیسی خوشی اور طیب خاطر سے اظہار کرتا ہے، سچی فضیلتوں کا مٹانا اور شام وسحر نفی اوصاف کی فکر میں رہنا کام دشمن کا ہے نہ کہ دوست کا۔

جان برادر! تونے کبھی سنا ہے کہ جس کو تجھ سے الفت صادقہ ہے وہ تیری اچھی بات سن کر چیں بجبیں ہو اور اس کی محو کی فکر میں رہے اور پھر محبوب بھی کیسا جان ایمان وکان احسان ،جس کے جمال جہاں آراء کا نظیر کہیں نہ ملے گا اور خامۂ قدرت میں اس کی تصویر بنا کر ہاتھ کھینچ لیا کہ پھر کبھی ایسا نہ لکھے گا ،کیسا محبوب، جسے اس کے مالک نے تمام جہاں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا، کیسا محبوب جس نے اپنے تن پر ایک عالم کا بار اٹھالیا۔(معجم کبیر للطبرانی جلد ۳۰،ص ۱۶،۱۷)

بارگاہ رب العزت میں دعا ہے کہ مولیٰ تعالیٰ ہمیں پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت میں جلائے اور ان کی ہی محبت میں حشر فرمائے۔آمین بجاہ حبیبہ النبی الکریم۔

□□□

الیکٹرک ریکٹ سے کیڑے مارنے کا شرعی حکم

از: محمد شاعر رضا قادری رضوی دارجلنگوی، جامعۃ الرضا، بریلی شریف

سب جانتے ہیں کہ مچھر مہلک وموذی جانور ہے کبھی اس کے کاٹنے سے بدن انسان میں متعدد بیماریاں پیدا ہوتی ہیں مثلاً ڈینگو بخار، ملیریا اور ٹائی فائڈ وغیرہ بسا اوقات ان بیماریوں کے سبب کبھی انسان موت وحیات کی کشمکش آجاتا ہے لہذا جب یہ جانور موذی ومہلک ہے تو اپنی حفاظت کے لیے اسے بھگانا یا مارنا بھی جائز بلکہ ضروری ہے، بھگانے اور مارنے کے متعدد طریقے اپنائے جاتے ہیں اور مختلف آلات استعمال کئے جاتے ہیں، مچھروں کو مارنے کے آلات میں سے ایک الکٹرانک ریکٹ (مثل بیٹ مینٹن) مارکیٹ میں کافی دنوں سے دستیاب ہے، لوگ اس ریکٹ کو مچھر مارنے کے لیے خریدتے بیچتے ہیں اس میں کرنٹ ہوتا ہے اور وہ بجلی سے چارج ہوتی ہے، مچھر مارنے کے لیے اس کا استعمال شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

اس بارے میں فقیر راقم السطور غفرلہ الغفور کے نزدیک عطر تحقیق یہی ہے کہ اس مشین سے مچھروں کو مارنا شرعاً جائز نہیں ہے اس لیے مشاہدہ ہے کہ اس آلہ کا کام مچھروں کو بھگانا نہیں بلکہ جلا دینا ہے اور شرع مطہر نے کسی بھی ذی روح کو چاہے انسان ہو یا حیوان جلانے سے منع فرمایا ہے۔ حدیث شریف میں ہے:

عن ابی هريرة انه قال بعثنا رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم فى بعث فقال ان وجدتم فلانا و فلانا فاحرقوهما بالنار ثم قال رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم حين أردنا الخروج انى امرتكم ان تحرقوا فلانا و فلانا و ان النار لايعذب بها الا الله فان وجدتموهما فاقتلوهما۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک لشکر میں بھیجا اور ہم سے فرمایا کہ اگر تمہیں فلاں فلاں مل جائیں تو انہیں آگ سے جلا دینا پھر سفر کے وقت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے تمہیں فلاں فلاں کو آگ سے جلانے کا حکم دیا تھا، آگ سے سوائے اللہ (عزوجل) کے کوئی سزا نہیں دے گا، اگر تم ان دونوں کو پکڑ لو تو قتل کر دینا (آگ سے جلانا نہیں)۔

(بخاری شریف جلد اول باب لایعذب بعذاب اللہ ص ۴۲۳)

سنن ابوداؤد شریف میں ہے:

عبد الرحمن بن عبد الله عن ابيه قال كنا مع رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم فى سفر فانطلق لحاجته فرأينا حمرة معها فرخان فاخذنا فرخيها فجاءت الحمرة فجعلت تفرش فجاء النبى صلى الله عليه وسلم فقال من فجع هذه بولدها ردوا ولدها اليها و راى قرية نمل قد حرقناها فقال من حرق هذه قلنا نحن قال انه لاينبغى ان يعذب بالنار إلا رب النار۔

حضرت عبد الرحمن بن عبد اللہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں انہوں نے کہا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں تھے تو سرکار حاجت کے لئے تشریف لے گئے ہم نے ایک چڑیا دیکھی اس کے ساتھ دو بچے تھے ہم نے اس کے دونوں بچے پکڑ لئے تو چڑیا پر بچھانے لگی اتنے میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لے آئے تو آپ نے فرمایا اسے اس کے بچوں کے سبب کس نے تکلیف پہنچائی؟ اس کے بچے اسے واپس کر دو پھر آپ نے ایک چیونٹیوں کا بل دیکھا جسے ہم نے جلا دیا تھا تو آپ نے فرمایا اسے کس نے جلایا؟ ہم نے کہا کہ ہم نے جلایا ہے

توسرکار علیہ السلام نے فرمایا آگ سے عذاب دینا آگ پیدا کرنے والے کے سوا کسی کو جائز نہیں ہے۔

(سنن ابوداؤد، کتاب الادب، باب فی قتل الذر، ج دوم ص ۷۱۴)

علامہ ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمہ فتح الباری شرح بخاری میں فرماتے ہیں:

و اما فی شرعنا فلا یجوز احراق الحیوان بالنار إلا فی القصاص بشرطه۔

ہماری شریعت میں کسی جاندار کو آگ سے جلانا جائز نہیں ہے مگر قصاص میں اس کی شرط کے ساتھ اجازت ہے۔

(فتح الباری شرح بخاری جلد 7، کتاب بدء الخلق، باب ۱۶، ص ۳۳۲)

امام نووی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

و اما فی شرعنا فلا یجوز الاحراق بالنار للحیوان الا اذا احرق انسانا فمات بالاحراق فلولیه الاقتصاص باحراق الجانی و سواء فی منع الاحراق بالنار القمل وغیره للحدیث المشهور لا یعذب بالنار الا الله۔ (حاشیہ أبوداؤد شریف)

ارشاد الساری شرح صحیح البخاری میں ہے:

قال البیضاوی انما منع التعذیب بالنار لانه اشد العذاب و لذلك اوعدها الکفار۔ (جلد 6، ص ۴۸۸)

درمختار ورد المحتار میں ٹڈی، گھن، بچھو، پسو، سانپ وغیرہ کو جلانا مکروہ تحریمی لکھا ہے۔ درمختار میں ہے:

و فی المبتغی یکره احراق جراد و قمل و عقرب و لا بأس باحراق حطب فیما نمل۔

اس کے تحت علامہ شامی قدس سرہ السامی فرماتے ہیں:

قوله (یکره) ای تحریما و مثل القمل البرغوث، و مثل العقرب الحیة۔

(رد المحتار جلد 10، کتاب الخنثی ص ۴۸۲ دار الکتب العلمیہ بیروت)

نیز حدیقہ ندیہ شرح طریقہ محمدیہ میں کسی جاندار کو آگ سے جلانا مکروہ تحریمی لکھا ہے: **(و یکره) تحریما (احراق کل حی) بالنار (قملة او نملة او عقرب او نحوها) کحیة و فارة۔** (الجزء الرابع، ص 429، دار الکتب العلمیہ بیروت)

فتاوی ہندیہ و محیط برہانی میں ہے: **و فی فتاویٰ اهل سمر قند احراق القملة و العقرب بالنار مکروه جاء فی الحدیث لا یعذب فی النار الا ربها۔**

(محیط برہانی جلد 8، کتاب الکراھیۃ والاستحسان ص 95)

صدر الشریعہ علیہ الرحمہ اپنے فتاوی میں فرماتے ہیں: آگ سے جلا کر مارنا ممنوع ہے کہ آگ سے عذاب دینا صرف اللہ کے لئے ہے لہذا اس سے بچنا چاہیے۔ (فتاوی امجدیہ جلد 4، ص 162)

مذکورہ بالا احادیث اور فقہی نصوص سے صاف ظاہر ہے کہ تعذیب بالنار یعنی کسی بھی جاندار کو جلانا مکروہ وممنوع ہے اور الکٹرانک مشین جلانے کا کام کرتی ہے کہ مچھر یا مکھی کا اس سے تصادم کے وقت آگ ظاہر ہوتی ہے پھر جلنے کی سی بدبو بھی آتی ہے لہذا اس آلہ کے علاوہ مچھروں کو دفع کرنے اور مارنے کی بہت سی تدبیریں موجود ہیں انہیں استعمال میں لائیں اس مشین سے اور اس جیسے دیگر جلانے والے آلات سے مچھروں کو جلا کر نہ ماریں کہ تعذیب بالنار اللہ عزوجل کے اختیار میں ہے بندے کو اس کی اجازت نہیں۔

البریقة المحمدیة شرح الطریقة المحمدیة میں ہے: **لانه صلی الله تعالیٰ علیه وسلم نهی عن التعذیب بالنار و قال لا تعذبوا بعذاب الله فانه مختص به تعالیٰ لانه اشد العذاب۔**

(الباب الثانی فی الامور المہمۃ فی الشریعۃ، الجزء الخامس، ص 37 دار الکتب العلمیۃ بیروت)

هذا ما عندی والعلم بالحق عند ربی والله سبحانه و تعالیٰ اعلم

□□□

ملک العلماء حضرت علامہ ظفر الدین بہاری رحمۃ اللہ علیہ: حیات وخدمات

از: عبد الباقی مرکزی، جامعۃ الرضا، بریلی شریف

ملک العلماء حضرت مولانا مفتی سید شاہ محمد ظفر الدین قادری برکاتی رضوی قدس سرہ اپنے عہد کے ممتاز عالم دین اسلامی دانشور، تدبیر آشنا فقیہ، نکتہ سنج مفتی، ماہر مدرس اور سراپا خلوص عابد شب زندہ دار، پیشوائے طریقت، بچپن ہی سے آثار کرامت آپ کی پیشانی سعادت پر درخشاں تھے پھر جب اس گلستان فکر کو امام احمد رضا کی فضائے نو بہار میسر آ گئ تو اس کی شادابی اور درخشانی میں اضافہ ہوگیا۔

ولادت:

پٹنہ بہار کا ایک قدیم، تاریخی اور مردم خیز شہر ہے۔ آپ نے اسی شہر کے قریب میں واقع عظیم آباد کے موضع رسول پور میجرا میں ۱۰ محرم الحرام ۱۳۰۳ھ مطابق ۱۹، اکتوبر ۱۸۸۰ء کو آنکھیں کھولی اور اپنی زندگی کی شروعات کی۔

نام ونسب والقاب:

پیدائش کے چند روز بعد بعض معززین نے آپ کا نام "عبدالحکیم" تجویز فرمایا۔ بعض تاریخ دانوں نے تاریخی نام "مختار احمد" رکھا لیکن والد صاحب نے "ظفر الدین" پسند فرمایا۔ آپ کے مورث اعلی سید ابراہیم بن سید ابوبکر غزنوی ہیں۔ آپ کا نسب نامہ ساتویں پشت میں شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالی عنہ سے جاملتا ہے۔ جب آپ اعلی حضرت کی بارگاہ میں پہنچے تو اعلی حضرت نے آپ کو "ملک العلما" اور "فاضل بہار" جیسے معزز القاب سے ملقب فرمایا۔ آپ ابتدا میں اپنی کنیت "ابوالبرکات" فرمایا کرتے تھے۔ لیکن جب آپ کے یہاں لڑکے کی پیدائش ہوئی تو "ابومحمد" لکھنے لگے۔

تعلیم:

ابتدا میں آپ والد ماجد ہی کی نگرانی میں تربیت پاتے رہے اور ابتدائی تعلیم حافظ مخدوم اشرف، مولوی کبیر الدین اور مولوی عبداللطیف سے حاصل کی پھر اپنے ننہال تشریف لائے اور مدرسہ غوثیہ حنفیہ میں ۱۳۱۲ھ کو داخل ہوئے۔ یہاں آپ تقریبا نو سال تک اساتذہ کرام کے زیر تربیت رہے۔ جب ملک العلما نے محدث سورتی حضرت مولانا وصی احمد کا تذکرہ سنا تو ۲۵ جمادی الاول ۱۳۲۰ھ کو محدث سورتی کی بارگاہ بافیض میں حاضری دی اور ان کی بارگاہ میں رہ کر مسند امام اعظم اور مشکاۃ شریف وغیرہ کی تعلیم حاصل کی۔ لیکن ان دنوں محدث سورتی سے بھی زیادہ امام اہلسنت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی قدس سرہ کے علم وفضل کا شہرہ عنفوان شباب پر تھا۔ اس لیے آپ مصدر عشق ومحبت کے جمال جہاں آرا کے اس طرح گرویدہ ہوئے کہ آپ نے اپنے ہم وطن مولانا سید عبدالستار عظیم آبادی کے ہمراہ اعلی حضرت کے دربار میں حاضری دی۔ اعلی حضرت قدس سرہ نے ملک العلما کے اس ذوق تحصیل علم کی سرگرمی کو دیکھ کر منظر اسلام کی بنیاد ڈالی اور اس کا افتتاح آپ ہی دونوں طالب علم سے ہوا۔ یہاں رہ کر آپ نے اعلی حضرت قدس سرہ سے علم حدیث، فقہ اور علم تصوف میں مہارت تامہ حاصل کی۔ فتوی نویسی کے آداب سیکھے اور علم ہیئت، تکسیر، توقیت اور ریاضی جیسے نادر فنون میں کمال حاصل کیا۔

حضرت علامہ ساحل شہسرامی صاحب نے مقدمہ فتاوی ملک العلماء میں آپکا سوانحی خاکہ پیش فرمایا جس کی جھلکیاں یہاں ملاحظہ فرمائیں:

حضرت ملک العلماء علامہ محمد ظفر الدین قادری برکاتی رضوی قدس سرہ علم وفن کی بیشتر شاخوں پر دسترس رکھتے تھے خصوصاً علوم اسلامیہ میں امام احمد رضا کے علمی اور فکری جانشین تھے علوم قرآن، اصول تفسیر، تجوید وقرأت، علوم حدیث، اصول حدیث، فقہی علوم، فقہ، اصول فقہ، عقائد وتصوف، بلاغت وعروض، ادب، لغت، نحو وصرف، معانی وبیان، فلکیاتی علوم، نجوم، ہیئت، توقیت، تکسیر، جفر، رمل، عقلی علوم، فلسفہ، ریاضی، جیسی علمی شاخوں سے آپ کو نہ صرف

واقفیت بلکہ ان پر دسترس حاصل تھی اس وسعت علمی پر ان کی تحریریں بہترین شہادت ہیں جن میں مذکور سبھی علوم کی چاندنی پھیلی ہوئی ہے اور ایسا کیوں نہ ہو دبستان رضا کے خوشہ چیں جو ٹھہرے آپ کی اس علمی لیاقت کا اکرامی اعتراف خود آپ کے مربی اور مشفق استاذ اور مرشد عبقری الشرق اعلی حضرت امام احمد رضا خاں قادری برکاتی قدس سرہ نے فرمایا ہے چنانچہ انجمن نعمانیہ لاہور ۵/شعبان المعظم ۱۳۲۸ھ کے ایک مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں: "مکرمی مولانا مولوی محمد ظفر الدین صاحب قادری سلمہ فقیر کے یہاں کہ اعز طلباء سے ہیں اور میرے جان عزیز ابتدائی کتب کے بعد یہیں تحصیل علوم کی اور اب کئی سال سے میرے مدرسے میں مدرس اور اس کے علاوہ کار افتاء میں میرے معین ہیں میں یہ نہیں کہتا کہ جتنی درخواستیں آئی ہوں سب میں یہ زائد ہے مگر اتنا ضرور کہوں گا سنی، خالص، مخلص، نہایت صحیح العقیدہ، ہادی مہدی ہیں عام درسیات میں بفضلہ تعالی عاجز نہیں مفتی ہیں مصنف ہیں واعظ ہیں مناظرہ بعونہ تعالی کر سکتے ہیں علمائے زمانہ میں علم توقیت سے تنہا آگاہ ہیں فقیر آپ کے مدرسے کو اپنے نفس پر ایثار کر کے انہیں آپ کیلئے پیش کرتا ہے"۔ (فتاوی ملک العلماء۔ص ۱۳)

درس و تدریس:

فراغت کے فورا بعد ہی آپ نے تدریسی میدان میں قدم رکھا اور اپنے میکدہ علم سے مختلف خطوں کے لاکھوں طالبان علوم نبویہ کو قرآن و حدیث کا خوب خوب جام محبت پلایا۔اعلی حضرت کے حکم سے آپ نے منظر اسلام ہی سے تدریسی خدمات کا آغاز فرمایا ۔تقریبا چار سال تک خدمت انجام دی ۱۳۲۹ ھجری میں معززین شملہ کے اصرار پر اعلی حضرت نے خطیب و مفتی کی حیثیت سے آپ کو شملہ بھیجا۔ لیکن پھر ایک سال بعد ۱۳۳۰ ھجری میں مدرسہ حنفیہ آرا، بہار میں صدر کی حیثیت سے تشریف لائے۔ادارہ کو سنبھالا۔۱۳۳۴ھ میں سید شاہ سلیم الدین سہسرامی کی درخواست پر خانقاہ کبیریہ شہسرام تشریف لے گئے۔پھر ۱۳۳۸ میں مدرسہ شمس الہدی میں آپ کی حکومتی تقرری عمل میں آئی اور آپ نے ریٹائرمنٹ تک اپنا فریضہ بحسن و خوبی انجام دیا،اس کے بعد مکمل اطمینان و سکون کے ساتھ تصنیف و تالیف میں مشغول ہو گئے۔اسی درمیان آپ نے کٹیہار میں" جامعہ لطیفیہ بحر العلوم" کا افتتاح فرمایا اور آخر عمر تک اپنی نگرانی سے مدرسے کو عروج بخشتے رہے،پچپن سال کے طویل تدریسی ایام میں کثیر تلامذہ آپ کے سر چشمہ فیض سے سیراب ہوئے اور ایک عالم کو فیض یاب کیا آپ نے اس دوران فتوی نویسی ،وعظ و تلقین، تصنیف و تالیف، بیعت و ارشاد، مناظرہ اور قضا جیسے گونا گوں مشاغل سے رابطہ رکھا۔ان کثیر مصروفیات کے ہجوم میں صوفیانہ اذکار کے لئے بھی آپ نے اوقات خاص کر رکھے تھے قادر مطلق نے آپ کے اوقات میں عجب برکتیں دے رکھی تھیں لیکن اس ذیل میں آپ کے اوقات کی منضبط کا بھی خاصا دخل تھا۔ (فتاوی ملک العلماء۔حیات ملک العلماء۔ص ۱۲)

تصنیفی خدمات:

آپ کو اللہ تعالی نے تدریسی صلاحیت کے ساتھ ساتھ سیال قلم سے بھی خوب نوازا تھا۔آپ کا شمار ان لوگوں میں ہوتا تھا جن کی تصانیف سے ہندوستان اور پاکستان ہی کے باشندے نہیں بلکہ دیگر ممالک کے بھی کثیر باشندے فیضیاب ہوئے۔آپ نے ۱۳۲۳ھ سے باضابطہ تصنیفی خدمات کا آغاز فرمایا اور اس روش پر آخری عمر تک قائم رہے۔ان مدتوں کے درمیان آپ نے مختلف فنون مثلا: حدیث، فقہ، تاریخ، سیرت ،سوانح ،صرف ،نحو ،منطق ، فلسفہ، مناظرہ ہیئت اور تکسیر وغیرہ فنون پر بے شمار کتابیں تصنیف فرمائیں۔

علوم حدیث:

حضرت ملک العلماء نے بریلی شریف کے علاوہ جہاں بھی منصب تدریس سنبھالا وہاں علمی صدارت کی شہ نشینی آپ کی خدمت میں ہی پیش کی گئی اسی لئے صحاح ستہ کا درس بھی ہمیشہ آپ کے ذمہ رہا۔اس طور سے درس حدیث کی آپ نے پوری زندگی گرانقدر سعادت حاصل کی وعظ و تذکیر میں کثرت کے ساتھ آپ حدیث شریف تلاوت کرتے اور اس کے قیمتی نکات بیان فرماتے

۔فتاوی اور مختلف تصانیف میں بھی آپ نے جس کثرت کے ساتھ احادیث طیبہ کے حوالے پیش کئے ہیں وہ آپ کی اس علم شریف پر دسترس کا کافی ثبوت ہیں لیکن اس فن شریف میں آپ کی سب سے انمول یادگار ہے " جامع الرضوی معروف بہ صحیح البہاری " چھ جلدوں میں آپ نے مذہب حنفی کی مؤید احادیث کا ذخیرہ تیار کرنے کا منصوبہ بنایا اور ہر جلد میں دس ہزار احادیث کا اوسط رکھا۔ مصنف کی حیات میں اس کی صرف دوسری جلد چار قسطوں میں شائع ہوسکی جس کے اندر تقریبا دس ہزار احادیث مبارکہ کا ذخیرہ موجود ہے۔ (فتاوی ملک العلماء۔ص ۱۴)

ہیئت وتوقیت:

یہ فنون حضرت ملک العلماء کی پہچان تھے اور آپ ان میں معاصرین کے درمیان یکتائے روزگار اس امتیاز کے لئے امام احمد رضا کی یہ شہادت کافی ہے:

" (مولانا محمد ظفر الدین قادری) علمائے زمانہ میں علم توقیت سے تنہا آگاہ ہیں ۔امام ابن حجر مکی نے زواجر میں اس علم کو فرض کفایہ لکھا ہے اور اب ہند بلکہ عام بلاد میں یہ علم، عام مسلمین سے اٹھ گیا فقیر نے بتوفیق قدیر اس کا احیا کیا اور سات صاحب بنانا چاہے ،جس میں بعض نے انتقال کیا، اکثر اس کی صعوبت سے چھوڑ بیٹھے۔انہوں نے بقدر کفایت اخذ کیا اور اب میرے یہاں کے اوقات طلوع وغروب ونصف النہار ہر روز وتاریخ کے لئے اور جملہ اوقات ماہ رمضان شریف کے لئے بھی بناتے ہیں"۔ (حیات اعلیٰ حضرت۔ا ص ۲۴۴)

توضیح التوقیت کی ترتیب کے سلسلے میں ملک العلماء اپنے ایک مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں:

اعلیٰ حضرت قبلہ نے علم توقیت کے قواعد کتابی شکل میں مدون نہیں فرمائے ۔بلکہ میری تعلیم کے زمانہ میں قواعد زبانی فرمایا کرتے تھے جس کو میں اردو زبان میں لکھ لیتا اور میرے دوست وہم سبق حکیم سید عزیز غوث صاحب بریلوی فارسی میں لکھ لیا کرتے اور شرکائے درس میں کوئی ان سے کوئی مجھ سے سیکھا کرتا۔ بہر کیف !ایک زمانے تک وہ سب ردی پرزے کی شکل میں رہے اس کے بعد میں نے بعض احباب کی فرمائش سے ان سب کو کتابی شکل میں جمع کر دیا اور اسے آسان تر کرنے کے لئے مثالوں کے علاوہ تشریح مقامات متعلقہ کے عنوانات سے ہر قاعدے کو اتنا واضح کر دیا کہ اس کتاب کو پیش نظر رکھ کر ہر شخص اس فن کو بہ آسانی گھر بیٹھا سیکھ سکتا ہے کہیں شبہ ہوتو بذریعہ خط دریافت کر لینا کافی ہے۔ (حیات ملک العلماء۔ص۔۲۹)

علالت اور وصال پر ملال:

حضرت ملک العلماء عرصے سے فشار الدم کے مرض میں مبتلا تھے جس کی وجہ سے کافی نحیف ہو گئے تھے اس عالم نقاہت میں بھی آپ کے معمولات شب وروز میں کوئی فرق نہ آیا ریاضتوں کے وہی سلسلے تھے اور علمی مصروفیات بھی اپنی جگہ تھیں بالآخر یکشنبہ کا دن گذار کر دوشنبہ کی شب میں ۱۹، جمادی الآخر ۱۳۸۲ھ مطابق ۱۸ نومبر ۱۹۶۲ء اسم ذات کا ذکر بالجہر کرتے ہوئے اس طرح پر سکون انداز میں اپنے محبوب حقیقی کے حضور حاضر ہو گئے کہ حاضرین کو کچھ دیر تک اس بات کا احساس بھی نہ ہوسکا کہ آپ لذت وصال سے شادکام ہو چکے ہیں، دوسرے دن خانقاہ اسلام پور پٹنہ نے ،جن سے حضرت ملک العلماء کو فردوسی ،شطاری، وغیرہ سلاسل کی اجازت حاصل تھی آپ کی نماز جنازہ پڑھائی اور درگاہ شاہ ارزاں کے قبرستان شاہ گنج پٹنہ میں تدفین عمل میں آئی اور آج آپ کا مزار شاہ گنج پٹنہ کی قبرستان میں مرجع خلائق ہے۔ (فتاوی ملک العلماء)

مولیٰ تعالیٰ کی بارگاہ عالی جاہ میں دعا گو ہوں کہ آپ کا فیضان ہم تمام مسلمانوں پر قیامت تک جاری وساری فرما اور ان نفوس قدسیہ کی سچی الفت ومحبت عطا فرما۔آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

□□□

متکبرین کی ذلت و بدانجامی

ماخوذ از: ذکریٰ للذاکرین، مصنفہ حضرت شیخ صالح قادری حفظہ اللہ، شیخ الحدیث جامعۃ الرضا، بریلی شریف

روایت

فقیہ (یعنی مصنف) رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے شیخ محمد ابن فضل کی تحدیث و سند نقل کرتے ہوئے حضرت کعب احبا رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت لائے فرمایا: متکبرین روز قیامت اس حال میں آئیں گے کہ صورت آدمیوں کی ہوگی اور قد چیونٹیوں جیسا ہوگا۔ ان پر ہر طرف سے ذلت چھا جائے گی۔ انہیں دوزخ کی آگ میں چلایا پھرایا جائے گا اور طینۃ الخبال (یعنی دوزخیوں کے جسموں سے بہا ہوا، نچڑا ہوا پیپ وغیرہ) پلایا جائے گا۔

امام عالی مقام شہید کربلا کی انکساری وحسن مکافات کا ایک واقعہ:

مصنف علیہ الرحمہ اپنے شیخ مذکور محمد ابن فضل سے سن کر، بالاسناد حضرت سفیان ابن مسعر سے راوی ہیں، فرمایا: ہمیں خبر پہنچی ہے کہ (سیدنا حضرت) حسین ابن علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہما کچھ مساکین کے پاس سے گزرے جو اپنا کپڑا بچھا کے روٹی کے (کچھ سوکھے) ٹکڑے کھا رہے تھے۔ انہوں نے عرض کیا اے ابو عبد اللہ! (آیئے ہمارے ساتھ) صبح کا کھانا کھا لیجئے۔ تو آپ سواری سے اترے اور ان کے ساتھ کھانے میں شریک ہو گئے اور فرمایا: بے شک وہ (یعنی اللہ) متکبرین کو دوست نہیں رکھتا ہے۔ پھر ان لوگوں سے فرمایا: میں نے تمہاری بات مان لی۔ اب تم میری مانو۔ (یعنی میرے ساتھ میرے گھر چلو) وہ آپ کے ہمراہ چلے۔ جب وہ سب گھر پہنچے تو آپ نے خادمہ سے فرمایا: وہ (مال) نکال کے لا جو کچھ تو نے جمع کر رکھا ہے۔

تین لوگوں سے قیامت میں اللہ کا اظہار غضب، حدیث شریف:

مصنف علیہ الرحمہ اسی سند کے ساتھ بطریق ابو حازم حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: **"ثلاثۃ لا یکلّمھم اللّٰہ..... الحدیث"**۔

یعنی **تین (قسم کے) لوگوں** سے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن (اظہار غضب کے لئے) نہ بات فرمائے گا نہ ان کی طرف نظر (رحمت)۔ اور اُن کے لئے دردناک عذاب ہوگا:

(۱) **ایک** ہے بوڑھا زانی۔

(۲) **دوسرا** ہے جھوٹا حکمراں (جو فرمانروا ہوتے ہوئے جھوٹ بولا کرتا تھا)

(۳) **اور تیسرا** ہے غریب متکبر (جو ناداری م یں بھی گھمنڈی بنا رہا)

تین لوگوں کا آخرت میں جداگانہ انجام، حدیث شریف:

مصنف علیہ الرحمہ اپنے شیخ، فقیہ ابوجعفر سے سنکر ان کی اسناد نقل کرتے ہوئے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی ہیں۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مجھ پر تین قسم کے تین تین لوگوں کی تین جماعتیں پیش ہوئیں۔ ان میں سب سے پہلے وہ تین لوگ پیش ہوئے جو (بلا حساب اور سب سے پہلے) جنت میں جائیں گے۔ اور وہ تین پیش ہوئے جو بلا حساب اور سب سے پہلے دوزخ میں داخل ہونگے۔

☆ وہ تین جو مستحق جنت ہیں:

(۱) ان میں ایک تو شہید ہے۔

(۲) اور دوسرا عبد مملوک ہے جسکو غلامی کی مشغولیت نے رب تعالیٰ کی اطاعت سے نہیں روکا۔

(۳) اور تیسرا وہ (نیک) فقیر ہے جو ضعیفی وفقیری کے ساتھ کثیر عیال دار بھی ہے۔

☆ اور رہے وہ تین جو مستحق دخول نار ہیں:

(۱) ان میں ایک تو ظالم حاکم ہے (جو اپنی شوکت وطاقت سے لوگوں پر زبردستی) مسلط ہوا۔

(۲) اور ایک ذوثروت ہے (بڑا سیٹھ) جو مال کی زکوٰۃ نہیں دیتا ہو۔

(۳) اور ایک گھمنڈی فقیر ہے۔ (کہ فقیری میں بھی متکبر ہو اتراتا ہو)

☆ اور (مزید) فرمایا: تین لوگ اللہ کے مبغوض ہیں، ان میں بھی تین افراد کیلئے اللہ کا عذاب سخت تر ہے:

(۱) اللہ تعالیٰ کو سب فاسقوں سے بغض ہے اور فاسقوں میں بوڑھا فاسق سب سے زیادہ مبغوض ہے۔

(۲) سب بخیل اللہ تعالیٰ کے مبغوض ہیں اور مالدار بخیل کے لئے اس کا بغض سخت تر ہے۔

(۳) اسے متکبرین سے بغض ہے۔ اور جو فقیر ہوتے ہوئے متکبر ہو اسکے لئے بغض اشد ہے۔

☆ (اور مزید فرمایا) اور اللہ تعالیٰ تین قسم کے افراد سے محبت فرماتا ہے۔ ان میں سے تین کے لئے اسکی محبت سب سے زیادہ ہے:

(۱) وہ جملہ متقین سے محبت فرماتا ہے اور جوان متقی کے لئے اس کی محبت بہت زیادہ ہے۔

(۲) جملہ اہل سخاوت سے اللہ تعالیٰ محبت فرماتا ہے۔ اور فقیر سخی کے لئے اسکی محبت سب سے زیادہ ہے۔

(۲) جملہ اہل تواضع وانکسار اسکے محبوب ہیں۔ لیکن اس کی محبت غنی متواضع کے لئے اور زیادہ ہے۔

تھوڑا سا بھی کبر بڑا مضر۔ کبر سے شرعاً کیا مراد؟ حدیث شریف:

حبیب ابن ثابت، حضرت یحیٰ ابن جعلہ (علیہ الرحمہ) سے روایت لائے۔ بتایا کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جنت میں وہ شخص داخل نہیں ہوگا جسکے دل میں رائی کے دانے برابر کبر کا جزء ہوگا۔ ایک صحابی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے عرض کیا: یا رسول اللہ! (میرے دل کی کیفیت یہ ہے کہ) مجھے اپنے لباس اور جوتوں کے تسموں اور اپنے دُرّے کی لٹکن کا صاف ستھرا ہونا بھاتا ہے تو کیا یہ بھی کبُر (کے قبیل) سے ہے؟ حضور نے فرمایا: اللہ جمیل ہے اور جمال کو محبوب رکھتا ہے۔ اور اسے یہ بات بھی محبوب ہے کہ جو نعمت اللہ نے بندوں کو دی ہے اس کا اثر بندوں پر دکھے۔ اور وہ بناوٹی مفلس کو اور دکھاوے کی مفلسی کو مبغوض رکھتا ہے۔ بلکہ کبر یہ ہے کہ حق وصدق پر جہالت دکھائے، (طیش میں آئے) اور خلق کو حقیر جانے، ان میں عیب نکالے۔

کِبُر سے بَری کرانے والی خصلت، حدیث شریف:

حضرت امام حسن بصری سے حدیث آئی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "من خصف نعلہ و رقّع ثوبہ و عفر و جھہ للہ فی السجود فقد برئ من الکبر"

جس نے اپنا جوتا گانٹھ لیا (یا مرمت کرایا ہوا پہن لیا) اور پیوند لگا کر یا لگوا کر کپڑا پہنا اور اپنا منہ اللہ کے حضور سجدے میں خاک آلود کیا تو بے شک وہ کبر (ونخوت) سے بچ گیا (یعنی تکبر سے اس کی بیزاری متحقق ہوئی)

مرضِ کبر کا علاج، حدیث شریف:

اور یہ حدیث بھی انہیں سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی

اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:"من لبس الصوف ..... الحدیث"۔

ترجمہ: جس نے صوف پہنا اور گانٹھا ہوا جوتا پہنا اور حمار پر سواری کی، اور اپنی بکری خود دوہی، اور اپنی بیوی، اولاد وغیرہ (اہل خانہ) کے ہمراہ کھانا کھایا اور مساکین سے مجالست رکھی تو اللہ تعالیٰ اسکے دل سے کبر مٹادے گا۔

اللہ کا سب سے زیادہ مبغوض بندہ، اسرائیلی خبر:

ذکر کیا جاتا ہے کہ حضرت موسیٰ صلوات اللہ وسلامہ علیہ نے اللہ تعالیٰ سے مناجات میں عرض کیا کہ اے میرے رب! تیری خلق میں تیرے نزدیک سب سے زیادہ مبغوض کون ہے؟ جواب ملا: اے موسیٰ!'' (وہ ہے کہ) جس کا دل متکبر، زبان غلیظ (بھونڈی) اور یقین ضعیف اور ہاتھ بخیل ہو''۔

عزت وشرافت پھنس آتی ہے یقیناً تواضع کے جال میں:

حضرت عروہ (علیہ الرحمہ) ابنِ حضرت زبیر (ابن عوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ) فرماتے ہیں:"التواضع احد مصائد الشرف وکل ذی نعمۃ محسود علیھا الا التواضع"

شرف و (رفعت) حاصل کرنے کے ذرائع میں سے ایک (اچھا کامیاب) ذریعہ تواضع ہے۔ اور ہر نعمت والے سے اسکی نعمت پر حسد کیا جاتا ہے مگر تواضع وانکساری (ایسی نعمت ہے کہ اس پر کوئی حسد نہیں کرتا)

قناعت وتواضع کا ثمرہ راحت ومحبت، قول حکیم:

بعض حکماء نے فرمایا: "ثمرۃ القناعۃ الراحۃ وثمرۃ التواضع المحبۃ" قناعت کا پھل، حصول راحت ہے اور تواضع کا پھل (حصول) محبت ہے (یعنی عاجزی و انکساری والے سے اہل معاشرہ محبت کرنے لگتے ہیں)

اسلاف کا بے باکانہ طریقۂ وعظ ونصیحت اثر رکھتا تھا:

ذکر کیا جاتا ہے کہ مہلّب ابن ابی صفرہ کہ حجاج ابن یوسف (مشہور ظالم امیر) کے لشکر کا سپہ سالار تھا۔ (عالم ربانی) حضرت مطرف ابن عبد اللہ ابن شخّیر (علیہ الرحمہ) پر گزرا اور وہ ریشمی جوڑا پہنے متکبرانہ چال سے چل رہا تھا۔ حضرت مطرف نے (امر بالمعروف کے طور پر) اس سے فرمایا: اے بندۂ خدا! یہ چال اللہ ورسول کو مبغوض ہے۔ مہلب نے (بہت برا مانا اور) کہا: کیا تم مجھے پہچانتے نہیں ہو؟ فرمایا: کیوں نہیں، تیری شروعات گندہ نطفہ ہے اور تیرا آخر جیفہ (یعنی گھنونی سڑی ہوئی لاش) اور تو ان دونوں حالتوں کے درمیان (اپنے پیٹ میں) گندگی لئے پھر رہا ہے۔ (آپ کی اس بے باکانہ وحکیمانہ نصیحت کا یہ اثر ہوا کہ) وہ چال مہلب نے ترک کردی (اور چپ چاپ چلا گیا)

فخر وعزت میں مومن اور منافق کا فرق، قول حکیم:

بعض حکماء نے فرمایا بندہ مومن کا افتخار اُس کے رب کے ساتھ (وابسطہ) ہے اور اس کی عزت، اس کی دینداری میں ہے، اور منافق کا افتخار اس کے اپنے حسب ونسب کے ساتھ (وابسطہ) رہتا ہے۔ اور وہ اپنی عزت، مالداری میں مانتا ہے۔

متواضع کے ساتھ تواضع سے اور متکبر کے ساتھ تکبر سے پیش آنا کارِ ثواب، حدیث شریف:

حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت آئی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم تواضع کرنے والوں کو دیکھو تو ان کے ساتھ تم بھی تواضع کرو، اور جب تکبر والوں کو دیکھو تو اُن پر تم بھی تکبر کرو، کیونکہ ایسا کرنا ان کے لئے حقارت وذلت ہے، اور تمہارے لئے اس روش میں صدقہ (یعنی مثل صدقہ ثواب) ہے۔ (کیونکہ کہیں کہیں "جیسے کے

ساتھ تیسا" ہونا ٹھیک ہوتا ہے شرع کو پسند آتا ہے)

مخلصانہ تواضع لامحالہ موجب رفعت، حدیث شریف:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: "مَا تَوَاضَعَ رَجُل لِلّٰہِ اِلَّا رَفَعَہُ اللّٰہُ تَعَالیٰ"۔

"نہیں تواضع کی کسی بندے نے اللہ کے لئے مگر اللہ تعالیٰ نے اس کا درجہ بلند فرمایا"

رأس التواضع، تین کام:

حضرت امیر المؤمنین عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرمایا: اعلیٰ درجہ کی تواضع یہ ہے کہ:

(۱) تمہاری جس کسی بھی مسلمان سے (آمد ورفت وغیرہ میں) ملاقات ہو جائے تو تم سلام کرنے میں پہل کرو۔

(۲) اور یہ کہ مجلس میں بیٹھنے کے لئے گھٹیا جگہ پر راضی رہو۔

(۳) اور یہ کہ تمہیں یہ بات گوارا نہیں ہونی چاہیے کہ برّ وتقویٰ کے ساتھ تمہارا چرچا ہو۔

تواضع، انبیاء وصالحین کی خصلت اور تکبر کفار وظالمین کا شیوہ:

(حضرت مصنف رضی اللہ تعالیٰ کہتے ہیں) اے بھائی! تجھے معلوم ہو کہ کبر، کافروں اور ظالم وجابر بادشاہوں کی عادت وخصلت ہے۔ اور تواضع، انبیاء کرام علیہم السلام اور اللہ کے بندگان صالحین کی عادت وخصلت ہے۔ (اس پر دلیل یہ ہے کہ) اللہ تعالیٰ نے کفار کا کبر کی صفت کے ساتھ ذکر فرمایا۔

(۱) (چنانچہ قرآن شریف میں) فرماتا ہے: {إِنَّهُمْ كَانُوا إِذَا قِيلَ لَهُمْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ يَسْتَكْبِرُونَ}

"بے شک جب ان سے کہا جاتا تھا کہ اللہ کے علاوہ کسی کی بندگی نہیں تو اونچی کھینچتے تھے"۔

[سورۂ صافات: ۳۵/ کنز الایمان]

(۲) اور دوسری جگہ فرماتا ہے:

{وَقَارُونَ وَفِرْعَوْنَ وَهَامَانَ وَلَقَدْ جَاءَهُمْ مُوسَىٰ بِالْبَيِّنَاتِ فَاسْتَكْبَرُوا فِي الْأَرْضِ وَمَا كَانُوا سَابِقِينَ} "اور قارون وفرعون وھامان کو اللہ نے ہلاک فرمایا۔ اور بے شک ان کے پاس موسیٰ روشن نشانیاں لیکر آیا تو انہوں نے زمین میں تکبر کیا اور وہ (ہم سے) نکل کر جانے والے نہ تھے۔

[سورۂ عنکبوت: ۳۹/ کنز الایمان]

(۳) اور ایک آیت میں فرمایا: {إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِي سَيَدْخُلُونَ جَهَنَّمَ دَاخِرِينَ}

"بے شک وہ جو میری عبادت سے اونچے کھینچتے ہیں عنقریب جہنم میں جائیں گے ذلیل ہو کر"۔

[سورۂ مومن: ۶۰/ کنز الایمان]

(۴) اور فرمایا: { ادْخُلُوا أَبْوَابَ جَهَنَّمَ خَالِدِينَ فِيهَا فَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِينَ }

[زمر: ۷۲]

"جہنم کے پھاٹکوں میں داخل ہو جاؤ۔ اس میں ہمیشہ رہنے کو۔ تو وہ کیا ہی برا گھروندا ہے تکبر والوں کا"۔

(۵) اور فرمایا: {إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُسْتَكْبِرِينَ}

[زمر: ۷۲]

"یعنی بے شک اللہ کو اچھے نہیں لگتے وہ جو گھمنڈی ہیں"۔

اہل تواضع وانکسار کی مدحت پر استشہاد:

اور اس کے بالمقابل اللہ تعالیٰ نے اپنے مومن بندوں کی مدح فرمائی ہے۔ چنانچہ فرماتا ہے:

(۱)۔{وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِينَ يَمْشُونَ عَلَى الْأَرْضِ هَوْنًا}

یعنی (بندگان خدا کی خصال حمیدہ میں سے ایک خصلت

یہ ہے کہ) وہ زمین پر نرم روی سے چلتے ہیں (یعنی متواضعانہ، نہ کہ متکبرانہ) [سورۂ فرقان۔آیت:۶۳]

یعنی اللہ کے پسندیدہ بندے متواضع ہوتے ہیں۔اور وہ اپنی اس صفت تواضع وانکسار کی وجہ سے ہی رب تعالیٰ کی مدح ستائش کے مستحق ہوئے۔اور اللہ تعالیٰ نے (خود) اپنے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بھی تواضع کا حکم دیا فرمایا:

(۲)۔{وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ}

''اور مسلمانوں کو اپنے رحمت کے پروں میں لے لو''۔

[سورۂ حجر:۸۸/کنزالایمان]

اور فرمایا:

(۳)۔{وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ}[شعراء:۲۱۵]

''اور (اے نبی) اپنی رحمت کا بازو بچھاؤ ان مومنین کے لئے جو آپ کے پیرو ہیں''۔

اور اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کی، آپ کے خلق حسن پر مدح فرمائی، چنانچہ فرماتا ہے:

(۴)۔{وَإِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ}

[سورۂ قلم۔آیت:۴]

''بے شک تم (اے نبی!) البتہ عظیم خلق حسن پر ہو (یعنی تمہارا اخلق عظیم الشان ہے)''۔

حضور علیہ الصلاۃ والسلام کا خُلق کیسا تھا؟

اور آپ کا خُلق، تواضع تھا (نہ کہ تکبر ونخوت) کیونکہ (یہ تواضع ہی کی بات تو تھی کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام (بہت مرتبہ) دراز گوش پر سواری کر لیتے تھے اور غلاموں (اور غریبوں، کم حیثیت لوگوں تک کی) دعوت قبول فرما لیتے تھے۔تو ثابت ہوا کہ تواضع، احسن اخلاق سے ہے، اور اگلے صالحین کا خلق بھی تواضع تھا (تکبر ونخوت ان کا خلق نہیں تھا) لہٰذا ہم پر واجب ہے کہ ہم ان کی اقتدا کریں (رضی اللہ عنہم)۔

اللہ کو تواضع پسند ہے نہ کہ تکبر، روایت:

ذکر کیا گیا ہے کہ (خلیفہ راشد امیر المومنین حضرت) عمر ابن عبد العزیز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس ایک (معزز) مہمان آیا۔رات کو آپ کے یہاں ٹھہرا۔بعد عشا آپ کچھ لکھ رہے تھے چراغ بجھنے لگا۔مہمان آپ کے پاس تھا اس نے عرض کیا اے امیر المومنین! (اگر اجازت ہو تو) میں اٹھ کر چراغ درست کر دوں؟ فرمایا: قبیلِ مروت سے یہ نہیں ہے کہ آدمی مہمان سے کام لے۔اس نے عرض کیا: تو کیا آپ کے (اس) غلام کو (جو قریب میں سویا ہوا ہے) بیدار کر دوں؟ فرمایا نہیں، یہ اسکی پہلی نیند ہے، (جو تھکے ہارے آدمی کے لئے بہت پیاری اور ضروری ہوتی ہے) پھر آپ خود اُٹھے اور روغن کی بوتل لے کر چراغ میں روغن بھر لیا۔مہمان نے کہا: اے امیر المومنین! (تعجب ہے، اتنے بڑے مرتبہ والے ہوتے بھی) آپ خود اٹھے؟ فرمایا: میں گیا اس وقت بھی عمر تھا اور واپس لوٹا اب بھی عمر ہوں (یعنی اس میں کوئی شان نہیں گھٹ گئی) اور (مزید فرمایا): ''خیر الناس عند اللہ من کان متعواضا'' یعنی اللہ کے نزدیک بھلے لوگوں میں سب سے زیادہ بھلا وہ آدمی ہے جو متواضع ہو (متکبر نہ ہو)۔

اسلاف کرام کے خلق وتواضع کی نظیریں:

(ا) خلق فاروقی:

(الف) حضرت قیس ابن ابو حازم سے مروی ہے فرمایا: جب حضرت عمر فاروق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ملک شام (اپنے عہد خلافت میں) آئے تھے تو وہاں کے علماء و معززین نے آپ کا خیر مقدم کیا اور عرض کیا کہ حضرت! اب آپ (بجائے اونٹ کے) اس بِرْذَوْن (اچھی نسل کے ترکی گھوڑے) پر سوار ہو جائیں۔(یہاں کے) لوگ آپ کو دیکھیں گے۔فرمایا: تم لوگ یہ دیکھتے ہو کہ امر یہاں سے

ہے (یعنی اہل دنیا کی طرف سے)؟ ارے! امر تو یہاں سے ہے۔ اور آسمان کی طرف ہاتھ سے اشارہ کیا۔ اور فرمایا: میرا راستہ خالی کر دو (مجھے آگے بڑھنے دو)، اور =

خادم ومخدوم کے درمیان امتیاز اٹھ گیا:

(ب)... اور ایک روایت میں یوں آیا ہے کہ (راوی نے بتایا کہ راہ سفر میں) حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے اور خادم کے درمیان یہ طے کرلیا تھا کہ باری باری سے سوار ہونگے۔ تو ایک فرسخ تک آپ ناقہ پر سوار ہوتے اور غلام مہار پکڑ کے چلتا۔ پھر آپ اترتے اور غلام بیٹھتا۔ اور آپ ناقہ کی مہار پکڑ کے چلتے اور راستے میں کہیں پانی پڑتا (کہ اس سے بچ کر چلنے کی راہ نہیں ملتی بلکہ پانی میں ہو کے چلنا پڑتا) تو آپ اپنی باری میں پانی میں ننگے پاؤں گھستے اور جوتے بائیں بغل میں دبا لیتے اور اسی حالت میں ناقہ کی لگام تھامے تھامے (پیدل چلتے ہوئے آگے بڑھتے۔ وہاں کے سپہ سالار و امیر، امین اُمت حضرت) ابو عبیدہ ابن جرّاح رضی اللہ عنہ بھی (آپ کے استقبال کو) نکل کے آئے تھے۔ اور عرض کیا تھا: اے امیر المومنین! ملک شام کے عظماء (اعلیٰ شرف و مرتبت والے) لوگ آپ کی طرف (خیر مقدم کے لئے) آرہے ہیں، تو یہ اچھا نہیں ہوگا کہ وہ آپ کو اس (نامناسب) حالت پر (آتا ہوا) دیکھیں۔ تو آپ نے فرمایا: ہم مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ نے نعمت اسلام سے معزز فرمایا ہے۔ تو ہمیں اس کی پرواہ نہیں ہے کہ لوگ (ہمارے بارے میں) کیا کہیں گے (کیا سوچیں گے)؟

تواضع وتذلل کی ایک اور اعلیٰ نظیر:

(۲) خُلق سلمانی:

اور منقول ہے کہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اہل مدینہ پر امیر تھے۔ ایک شخص نے (بازار میں) کچھ سودا خریدا اور وہ بڑے لوگوں میں سے تھا۔ (اسے گھر تک سامان پہنچانے کے لئے کسی مزدور کی ضرورت تھی) اتنے میں حضرت سلمان کا اُدھر سے گزرنا ہوا۔ اس نے آپ کو عِلْج (یعنی توانا عجمی مزدور یا غلام) سمجھ کر آواز دی کہا ادھر آ، یہ بوجھ اُٹھا (اور میرے گھر تک لے چل۔ آپ نے نہ تو انکار کیا نہ کوئی عذر بلکہ متواضعانہ) اس کا سامان اٹھایا اور اپنے اوپر لاد کے چل پڑے۔ راہ میں لوگ ملتے اور کہتے: اَصْلَحَ اللّٰہُ الاَمیر۔ (یعنی اللہ تعالیٰ ہمارے امیر کو ٹھیک رکھے، ان کی اصلاح فرمائے) لایئے حضرت! یہ سامان آپ کی طرف سے ہم پہنچا دیں۔ آپ نے ان کی بات نہیں مانی۔ اب اس شخص کو خود پر افسوس ہوا اور خود سے کہنے لگا: ارے تجھے اور کوئی نہیں ملا، امیر ہی رہ گئے تھے بے گار کے لئے۔ اور آپ سے معذرت چاہنے لگا اور عرض کیا حضرت! میں نے آپ کو پہچانا نہیں تھا، اللہ تعالیٰ آپ کو اور زیادہ صاحب صلاح و تقویٰ کرے۔ (یعنی معاف کر دیجئے اور سامان اتار کر رکھ دیجئے) آپ نے فرمایا: چلتے رہو (اور باتیں چھوڑو) بہر حال آپ نے اس کا سامان اسکے گھر تک پہنچا کر دم لیا۔ پھر اس شخص نے (اپنے عزم و عہد کا اقرار کرتے ہوئے جی میں کہا آج سے) میں کبھی کسی سے کوئی بے گار نہیں لوں گا۔

عزت دار بزرگوں کو اپنا کام خود کرنے میں عار نہیں تھا:

(۳) خلق عمار:

اور مروی ہے کہ حضرت عمار ابن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اہل کوفہ پر امیر تھے۔ آپ (اپنی امارت کے دوران ایک دن) چارہ فروش کی دوکان پر تشریف لے گئے (تاکہ گھوڑے یا اور کسی جانور کے لئے چارہ خرید لائیں) تو آپ نے اس سے ''قِت'' (نامی چارا) خریدا۔ بائع نے اس کا بنڈل باندھا۔ پھر بائع اور ایک دوسرے آدمی نے ملکر (وہ بھاری بوجھ) حضرت عمار کو اٹھوایا۔ آپ نے اسے اپنے کاندھے پر لے لیا اور اسی طرح لادے لادے اپنی منزل پر پہنچے۔

سادگی اور ترکِ زیب وزینت، اللہ والوں کا طریقہ:

(۴) خلق ابوہریرہ:

اور مروی ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو، امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بحرین پر امیر بنا کر بھیجا تھا، آپ بحرین میں داخل ہوئے، اس وقت آپ کی سواری میں حمار (دراز گوش) تھا۔ اور (اہل بحرین پہچان نہیں رہے تھے کہ یہ یہاں کے امیر بن کے آئے ہیں اور آپ، لوگوں سے ہٹو بچو کرتے ہوئے عامی آدمی کی طرح چلتے ہوئے) کہتے تھے۔ ارے! امیر کو راستہ دیدو، امیر کو راستہ دیدو۔

تو یہ تھے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اصحاب کرام، اور یہ تھا ان معززین عظام کا خُلق وطریقہ، اور یہ تھی ان کی تواضع وانکساری۔ حالانکہ ان حضرات کی خَلقِ خدا کے دلوں میں بڑی عزت وعظمت تھی، اور فرشتوں کے نزدیک بھی معزز تھے اور خود اللہ سبحانہ تعالیٰ کے نزدیک بھی وہ بڑے مکرم تھے۔

صدقہ سے مال میں برکت اور معاف کردینے سے عزت میں اضافہ: حدیث شریف:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "ما نقص مال من صدقة وما عفا رجل عن مظلمة الا زاده الله عزاً"

یعنی: خیرات سے (کبھی کسی کا) مال گھٹتا نہیں (بلکہ اس میں برکت ہی آتی) ہے اور اگر کسی (مظلوم) نے اپنا مظلمہ، (ظالم) سے معاف کردیا تو ایسا کبھی نہیں ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی عزت نہ بڑھائی ہو۔

پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان تواضع کی ایک پیاری جھلک، حدیث شریف:

مروی ہے کہ (حضور پرنور سرور کونین) اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (ایک بار) ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حجرے میں (زمین پر) گھٹنے موڑ کے (یعنی اکڑوں یا دوزانو) بیٹھے ہوئے تھے، سامنے حضور کے ایک طباق تھا جس میں گوشت کی چھوٹی چھوٹی بوٹیاں، بھونی ہوئی (مثل کباب) رکھی تھیں، حضور اس میں سے تناول فرما رہے تھے۔ اتنے میں ایک چرب زبان، حرافہ عورت آئی جو کسی مرد یا عورت (کی وجاہت وعزت تک) کی پرواہ نہیں کرتی تھی۔ (یعنی جو کہنا چاہتی بے باکانہ کہہ گزرتی) حضور کو (اس متواضعانہ ہیئت میں کھاتے ہوئے) دیکھ کر بولی: اے لوگو! ان کو دیکھو بیٹھے ہیں جیسے غلام بیٹھتا ہے، تو نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے (برا نہیں مانا بلکہ) فرمایا: میں اپنے مولیٰ کا عبد ہوں بیٹھتا ہوں جیسے غلام بیٹھتا ہے اور کھاتا ہوں جیسے غلام کھاتا ہے۔ پھر اس سے حضور نے کہا: (آ) تو بھی کھالے=

حضور کے جھوٹے لقمہ نے حرافہ کی کایا پلٹ دی:

...وہ (بڑی چالاک تھی) بولی: میں نہیں کھاؤں گی جب تک حضور خود اپنے دست پاک سے نہ کھلائیں۔ تو حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے اپنے ہاتھ سے اٹھا کر اس کو (لقمہ) دیا۔ اس نے عرض کیا: ایسے نہیں، بلکہ حضور اپنے دہن اقدس کے لقمہ میں سے کھلائیں تب کھاؤں گی۔ (راوی کا بیان ہے کہ) اس وقت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مبارک منہ میں ایک پٹھے دار (یا چبنی دار) بوٹی تھی، جس کو حضور چبا چکے تھے تو سرکار نے وہ چبائی ہوئی بوٹی نکالی اور عورت کو عطا فرمائی۔ (راوی نے بتایا) تو وہ اس نے حضور کے ہاتھ سے لیکر اپنے منہ میں رکھ لی اور چبانے لگی۔ جوں ہی وہ چبائی ہوئی بوٹی اسکے پیٹ میں پہنچی تو اس پر ایسی حیا چھائی کہ پھر کسی کی طرف نظر اٹھا کر (بے باکانہ) دیکھنے کی اسے کبھی استطاعت نہیں ہوئی، اور اس روز کے بعد سے کسی نے اسکے منہ سے کوئی باطل کلمہ نہیں سنا، اور مرتے مرگئی وہ اسی صفت پر قائم رہی۔ (سبحان اللہ)

□□□